إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل

نمبر ۵۲۵۴

الفضل ربوہ

مصلح موعود نمبر

قیمت ۴ر

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔اے۔ایل ایل۔بی

The Daily ALFAZL RABWAH.

جلد ۴۵/۱۰ — ۱۹ تبلیغ ۱۳۳۵ ھش - ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء — نمبر ۴۳

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

دُعا

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اسکو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مُرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

— کلام حضرت مسیح موعودؑ

بشارت

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

— کلام حضرت مسیح موعودؑ —

سیدنا حضرت المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ

سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی مصروفیات کے چند مناظر

حضور ایدہ اللہ لنڈن کے ایک باغ میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ہمراہ

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ صحابیوں کے درمیان

حضور خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۵۳ء کے افتتاح کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔

حضور کی خدمت میں مجلس خدام الاحمدیہ خانیوال کے قائد سیلاب کے دنوں میں خدام کی کارگزاری کی تفصیل عرض کر رہے ہیں۔

سیلاب کے دنوں میں ربوہ سے جانے والی امدادی پارٹی کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ شرف مصافحہ عطا فرما رہے ہیں

- اخبار ربوہ -

ربوہ ۱۸ فروری۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ کل دوپہر بخیریت لاہور سے واپس تشریف لے آئے۔ الحمدللہ
حضور نے نماز جمعہ پڑھائی اور ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء

زندہ خدا کا زندہ نشان

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک دنیا میں ایسے ادوار آتے رہے ہیں۔ جب لوگ اپنے جان آفریں کو فراموش کر دیتے رہے ہیں۔ اور بھول جاتے رہے ہیں۔ کہ اس کارخانۂ عالم کو پیدا کرنے اور چلانے والی کوئی زندہ ہستی موجود ہے۔ ایسے ادوار میں لوگوں کے دل مردہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے نفس اور اپنی عقل کو پوجنے لگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا صحیح تصور ان کے دلوں میں زندہ نہیں رہتا دوسرے لفظوں میں ان کے نزدیک اگر خدا تعالیٰ کبھی تھا بھی تو اب موجود نہیں رہا۔ اس کا مطلب یہ نہیں۔ کہ وہ واقعی اللہ تعالیٰ کو دائم و قائم نہیں مانتے۔ بلکہ مطلب صرف یہ ہے۔ کہ وہ اس کو اب فعال نہیں مانتے۔ وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اب کسی طرح کا کوئی ظہور نہیں فرمائے گا۔ جو کچھ اس نے کرنا تھا۔ وہ ختم کر چکا ہے۔ اب سب کاروبار اس نے ہماری عقلوں پر چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس خیال کو ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔

لن یبعث اللّٰہ احدًا

یعنی اب اللہ تعالیٰ کسی کو مامور کر کے نہیں بھیجے گا۔

جب انسانوں پر ایسی حالت چھا جاتی ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی فرستادہ ہدایت پر اپنی عقل کے حاشیے چڑھا لیتے ہیں۔ اور اپنی توجیہات اور توضیحات کو ہی مستقل ہدایت خیال کرنے لگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی ہدایت کو ترویج دینے والے اپنے ذاتی مفاد کے مطابق کچھ رسومات اور وظائف ایجاد کر لیتے ہیں۔ اور ان سے ذرا سے انحراف کو مذہب کی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی صحیح تعلیم ان اندھیروں میں گم ہو جاتی ہے۔ اور صرف عقل کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی رہنمائی رہ جاتی ہے۔ تو دنیا میں اندھیر مچ جاتا ہے۔ مفاد مفاد سے ٹکرانے لگتے ہیں۔ اغراض اغراض سے متصادم ہونے لگتی ہیں۔ مقاصد مقاصد سے محو جنگ و جدل ہو جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

ظہر الفساد فی البر والبحر

کا عالم ہو جاتا ہے۔

جب انسان اپنے آپ کو اس پستی میں گرا دیتا ہے۔ اور دنیا کی تباہی میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا۔ تو شانِ کریمی پھر جوش میں آتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پھر اپنا ظہور کرتا ہے۔ ایک انسان کو چن لیتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ پھر اپنا چہرہ دنیا کو دکھاتا ہے۔ ایسے بیّن نشان ظاہر کرتا ہے۔ کہ جس سے اس کے زندہ اور فعّال خدا تعالیٰ ہونے کا ثبوت بہم پہنچتا ہے۔

یہ ایک سلسلہ ہے جو ہمارے علم کے مطابق سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے متواتر چلا آتا ہے۔ ایسے فرستادوں کے آنے کی دو اصولی اغراض ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ دنیا کو بتایا جائے۔ کہ انسانی زندگی کی انتہا مادیات کی حدود تک ہی نہیں بلکہ اس کی تکمیل مابعد الطبعیات کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ جو اس کو خالقِ کائنات سے منسلک کرتی ہے۔ اس لئے اس کی رہنمائی صرف چراغِ عقل کی روشنی پوری طرح نہیں کر سکتی۔ بلکہ صحیح منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لئے آسمانی روشنی کی بھی ضرورت ہے۔ دوم یہ کہ مبداء کائنات کا ایسا ثبوت بہم پہنچایا جائے۔ جو ہمارے دلوں میں اس مبداء الوراء ہستی کے وجود کا حق الیقین پیدا کر دے۔ تاکہ جس طرح ہم ظاہری حواس کے تاثرات سے حرکت میں آتے ہیں۔ اسی طرح ہم روحانی تاثرات سے حرکت میں آ جائیں۔

یہ دونوں اغراض در اصل ایک ہی چیز کے دو پہلو ہیں۔ جو ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ جو لائحۂ عمل اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے تجویز فرمایا ہے۔ جب تک یہ یقین نہ ہو۔ کہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی ہے۔ ہمارے لئے کارآمد نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک ہم کو اس وجود پر حق الیقین نہ ہو۔ اس وقت تک یہ خیال کہ کوئی لائحۂ عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

اور اس وجود حقیقی پر ہمیں حق الیقین اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک ہم اس کو اسی طرح محسوس نہ کریں۔ جس طرح ظاہری حواس سے ہم مادی اشیاء کو محسوس کرتے ہیں۔

اس لئے ضرور تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ جو ہمیں تکمیل حیات کے لئے ایک خاص لائحۂ عمل پر چلانا چاہتا ہے۔ ہمیں اپنے موجود ہونے کے احساس دلانے کے لئے کوئی ذرائع بہم پہنچائے۔ اسی طرح جس طرح اس نے ہمارے مادی احساس کے لئے ذرائع بہم پہنچائے ہیں۔

یہ ذرائع وہ نشانات ہیں۔ جو کئی صورتوں میں اللہ تعالیٰ اپنے فرستادگان کے ذریعہ دکھاتا ہے۔ ان نشانات میں سے پیشگوئیاں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ ایسی پیشگوئیاں نجومیوں کے ٹوٹے یا سیاسی مبصروں کے اندازے نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ اپنی ذات میں ایک مافوق العادت عظمت اور شوکت رکھتی ہیں۔

قرآن کریم میں کئی ایسی پیشگوئیاں ہیں۔ جو اپنے نتائج کے لحاظ سے نہایت شاندار ہیں۔ یہ اکثر اسلام کی آخر میں فتح کے وعدوں کی صورت میں ہیں خوشخبریاں ہیں جو ایمان لانے والوں کو دی گئی ہیں۔ نہ ماننے والوں کا تو ذکر نہیں۔ لیکن ہر مسلمان جو قرآن کریم اور اسلام کے صدرِ اول کی تاریخ کا مطالعہ غور سے کرے گا۔ اس کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے وعدے پورے کئے۔ جو پیشگوئیوں کی صورت میں قرآن کریم میں موجود ہیں۔ رومیوں کی دوبارہ فتح کی پیشگوئی فتح مکہ کی پیشگوئیاں اور پھر کفار کی تباہی کی پیشگوئیاں کتنی وضاحت سے پوری ہو چکی ہیں۔

یہ نشان تھے۔ جو مومنوں کے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئے۔ اور انہوں نے وہ کارنامے دکھائے۔ جن سے دنیا کی تاریخ کا رخ بدل گیا۔ یہ حق الیقین تھا۔ جو ان نشانات عظیمہ کو دیکھ کر ان کے دلوں میں پیدا ہو گیا تھا

(باقی صفحہ ۷ پر)

آؤ چمن میں دورۂ فصلِ بہار ہو گیا

بادِ صبا ہے زمزمہ زن
سارا چمن ہے نغمہ زن
دامنِ لالہ و سمن
دامنِ یار ہو گیا
مرغِ بہار شاخ پر زمزمہ بار ہو گیا
آؤ چمن میں دورۂ فصلِ بہار ہو گیا

برگ و شگوفہ و گیا
خوشنما و جانفزا
نازِ کرشمہ و ادا
گل پہ نثار ہو گیا
عکسِ شعاعِ مہر سے قطرہ شرار ہو گیا
آؤ چمن میں دورۂ فصلِ بہار ہو گیا

غنچے کھلے ہیں سُو بسُو
ساری فضا ہے مشکبو
کنجِ بہشت ہُو بہُو
جیب و کنار ہو گیا
ذرّۂ خاک نافۂ مشکِ تتار ہو گیا
آؤ چمن میں دورۂ فصلِ بہار ہو گیا

پیشگوئی مُصلح مَوعُود کے الہامی الفاظ

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا ...... اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

اب زندگی ہے ابنِ مسیحا کے دم کے ساتھ

کب تک جیئو گے دوستو ناسورِ غم کے ساتھ
اب زندگی ہے ابنِ مسیحا کے دم کے ساتھ

ہم اُس کو پا کے پا گئے وہ رحمتِ تمام
کیا واسطہ ہمارا غمِ بیش و کم کے ساتھ

وہ یوں بڑھا زمیں کے کناروں کو جا لیا
یا خود زمیں سمٹ گئی اس کے قدم کے ساتھ

ہر قوم اس کے حلقہ بگوشوں میں آ گئی
شیر و شکر کیا ہے عرب کو عجم کے ساتھ

جو کام کر سکے نہ کبھی تیغ کے دھنی
وہ کام اُس نے کر کے دکھایا قلم کے ساتھ

ہر قول و فعل اس کا ہے قرآن آشنا
روشن چراغ اس کا چراغِ حرم کے ساتھ

ناہیدؔ نے وفورِ محبت میں بارہا
کی اس کی عافیت کی دعا چشمِ نم کے ساتھ

عبدالمنان ناہید

خدائے قادر و برتر کا ایک عظیم الشان نشان

جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مقدس وجود میں پورا ہوا

دردمندانہ دعاؤں اور اشکبار آنکھوں کا ایک پُر کیف منظر

جو آج سے بارہ سال قبل ہوشیار پور کی سرزمین میں دیکھا گیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا اپنے دعوئ مصلح موعود کے متعلق جلسہ ہوشیارپور میں پُر شوکت اعلان

"خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچانا ہے" (المصلح الموعود)

جماعت احمدیہ پر اللہ تعالےٰ کے جو عظیم الشان انعامات ہیں۔ ان میں سے ایک بہت بڑا انعام وہ ہے جو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مقدس وجود میں اسے عطا کیا گیا۔ یہ وہ نشان ہے جسے خدا نے اپنی رحمت اور قربت کا نشان قرار دیا۔ اور بتایا کہ یہ مسیحی نفس انسان روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ اور اس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ اس نشان کا اعلان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ ر فروری ۱۸۸۶ء کو ہوشیارپور کی سرزمین میں فرمایا۔ جہاں حضور نے چالیس روز تک چلہ کشی فرمائی تھی۔ اور اسلام کی ترقی اور اس کے استحکام کے لئے نہائت تضرع اور ابتہال کے ساتھ دعائیں کی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضور کی تضرعات کو قبول فرمایا۔ اور اس نے آپ کو بشارت دی۔ کہ وہ آپ کو ایک عظیم الشان بیٹا عطا فرمائے گا۔ جو اسلام کو چار دانگ عالم میں روشن کرے گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ خدا تعالےٰ نے اپنے اس وعدہ کے مطابق سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو پیدا فرمایا۔ اور ۲۸ ر جنوری ۱۹۴۴ء کو آپ نے اللہ تعالےٰ کی بشارت کے ماتحت خطبہ جمعہ میں اس امر کا اعلان فرمایا کہ آپ ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہیں۔ اس کے بعد حضور نے ضروری سمجھا کہ ہوشیارپور میں تشریف لے جائیں تاکہ جس مقام پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۸۶ء میں یہ اعلان فرمایا تھا۔ اسی مقام پر اس نشان کے پورا ہونے کا اپنی زبان سے اعلان فرمائیں چنانچہ ۲۰ ر فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیارپور میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ہزاروں مخلصین دور و نزدیک سے شریک ہوئے۔ اور عین اس مکان کے سامنے جس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی زمانہ میں چلہ کشی فرمائی تھی کھڑے ہو کر حضور نے ایک معرکۃ الآراء تقریر فرمائی۔ جس میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر حضور نے اس امر کا اعلان فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ کی وہ پیشگوئی جس کا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہوشیارپور میں اعلان فرمایا تھا میرے وجود میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔ اس مبارک تقریب میں خدا تعالےٰ کے فضل سے مجھے بھی شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ اور مزید فضل یہ ہوا کہ اس تقریر کو قلم بند کرنے کی سعادت بھی اللہ تعالےٰ نے مجھے عطا فرمائی۔ مگر افسوس ہے کہ یہ تقریر ابھی تک شائع نہیں ہو سکی تھی۔ اب جبکہ الفضل کا "مصلح موعود نمبر" شائع ہو رہا ہے۔ یہ تقریر جو آج سے بارہ سال قبل ہوشیارپور کی سرزمین میں کی گئی تھی۔ احباب کی خدمت میں ہدیۃً پیش کی جاتی ہے۔ یہ تقریر صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اسے ملاحظہ نہیں فرما سکے۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل

تشہد و تعوذ کے بعد حضور نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرمائی

(جب حضور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کے الفاظ پر پہونچے۔ تو حضور نے یہ الفاظ اپنی زبانِ مبارک سے ادا فرمانے کے بعد دوبارہ انہی بابرکت الفاظ کو نہائت تضرع اور ابتہال کے ساتھ اللّٰھم یا ربِّ "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم" کہہ کر دہرایا ان الفاظ میں اور حضور کی آواز میں جو اس وقت الٰہی تصرف کے ماتحت معلوم ہوتی تھی ایسا درد بھرا ہوا تھا کہ سننے والوں کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ ان کے قلوب درد سے بھر گئے۔ رقت ان پر غالب آگئی۔ اور گریہ و زاری کا عالم طاری ہو گیا۔ اور انہوں نے بھی اپنے دل میں انہی الفاظ کو نہائت عجز و انکسار کے ساتھ دہرایا کہ

اللّٰھم یا ربِّ "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم")

اس کے بعد حضور نے فرمایا۔
میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اس سے پہلے

کچھ قرآنی ادعیہ

پڑھوں گا۔ ہماری جماعت کے احباب آہستہ آہستہ اپنے مونہہ میں یعنے زیادہ بلند آواز سے نہیں بلکہ آہستگی سے میرے ساتھ وہ دعائیں پڑھتے جائیں۔

(اس کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل ادعیہ ماثورہ پڑھیں جنہیں جماعت کے احباب نے حضور کی آواز کے ساتھ ساتھ نہائت رقت اور سوز سے دہرایا۔

(۱)

ربّنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا ربّنا ولا تحمل علینا اصرًا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربّنا ولا تحمّلنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنّا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین

(۲)

ربّنا اٰمنّا بما انزلت واتّبعنا الرّسول فاکتبنا مع الشاھدین

(۳)

ربّنا اغفر لنا ذنوبنا وکفّر عنّا سیّاٰتنا واسرافنا فی امرنا وثبّت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین

(۴)

ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان

(۵)

ربنا اننا سمعنا منادیاً ینادی للایمان اَنْ اٰمنوا بربکم فاٰمنّا

(۶)

ربنا اننا سمعنا منادیاً ینادی للایمان اَنْ اٰمنوا بربکم فاٰمنّا ربنا فاغفرلنا ذنوبنا و کفّرعنّا سیّاٰتنا و توفّنا مع الابرار

(۷)

ربنا واٰتنا ما وعدتنا علٰی رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد

(۸)

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھّاب۔

یہ دعائیں کچھ ایسے درد اور سوز کے ساتھ حضور کی زبان مبارک سے بلند ہوئیں کہ تمام مجمع کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوگئیں۔ دل اللہ تعالےٰ کی خشیت اور اس کی محبت سے بھر گئے۔ اور آہ و بکا کی آواز ہر طرف سنائی دینے لگی۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا:۔
یہ اللہ تعالےٰ کی

وہ دعائیں ہیں

جن میں انبیاء اور ان کی ابتدائی جماعتوں کے لئے خدا نے ایک طریق راہ بیان فرمایا ہے۔ اس کے بعد میں قرآنی الفاظ میں ہی اپنے رب کو مخاطب کر کے اس کے حضور نذر عقیدت پیش کرتا ہوں۔ دوست بھی ان الفاظ کو دہراتے جائیں:۔

چنانچہ حضور نے مندرجہ ذیل الفاظ اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے

اٰمنّا باللہ وما اُنزل الینا وما اُنزل الٰی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اُوتی موسٰی وعیسٰی وما اُوتی النبیّون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون

تمام مجمع نے ایک بار پھر اشکبار آنکھوں اور دردمند قلوب کے ساتھ ان الفاظ کو دہرایا۔ اور اس وقت یوں محسوس ہوا کہ آسمان سے انوار الٰہیہ کا نزول ہو رہا ہے۔ اور فرشتے دلوں کو ہر قسم کی میل کچیل سے صاف کر کے انہیں پاکیزہ و مطہر بنا رہے ہیں۔

اس کے بعد حضور نے حسب ذیل پر معارف تقریر فرمائی۔

جیسا کہ آپ لوگوں نے سنا ہے۔

آج سے پورے ۵۸ سال پہلے

جس کو آج ۵۹ واں سال شروع ہو رہا ہے۔ ۲۰ فروری کے دن ۱۸۸۶ء میں اس شہر ہوشیارپور میں اس مکان میں جو کہ میری انگلی کے سامنے ہے ایک ایسے مکان میں جو اس وقت طویلہ کہلاتا تھا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ رہائش کا اصلی مقام نہیں تھا۔ بلکہ ایک رئیس کے زائد مکانوں میں سے وہ ایک مکان تھا جس میں شاید اتفاقی طور پر کوئی مہمان ٹھہر جاتا ہو یا وہاں انہوں نے سٹور بنا رکھا ہو یا حسب ضرورت جانور باندھے جاتے ہوں۔

قادیان کا ایک گمنام شخص

جس کو خود قادیان کے لوگ بھی پوری طرح نہیں جانتے تھے۔ لوگوں کی اس مخالفت کو دیکھ کر جو اسلام اور بانیٔ اسلام سے وہ رکھتے تھے اپنے خدا کے حضور علیحدگی میں عبادت کرنے اور اس کی نصرت اور تائید کا نشان طلب کرنے کے لئے آیا۔ اور چالیس دن لوگوں سے علیحدہ رہ کر اس نے اپنے خدا سے دعائیں مانگیں۔ چالیس دن کی دعاؤں کے بعد خدا نے اس کو ایک نشان دیا۔ وہ نشان یہ تھا کہ میں نہ صرف ان وعدوں کو جو میں نے تمہارے ساتھ کئے ہیں پورا کروں گا۔ اور تمہارے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ بلکہ اس وعدہ کو زیادہ شان کے ساتھ پورا کرنے کے لئے میں تمہیں

ایک بیٹا دونگا

جو بعض خاص صفات سے متصف ہوگا۔ وہ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا۔ کلامِ الٰہی کے معارف لوگوں کو سمجھائے گا۔ رحمت اور فضل کا نشان ہوگا۔ اور وہ دینی اور دنیوی علوم جو اسلام کی اشاعت کے لئے ضروری ہیں اسے عطا کئے جائیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ اس کو لمبی عمر عطا فرمائے گا۔ یہاں تک کہ وہ

دنیا کے کناروں تک شہرت پائیگا

یہ اعلان بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے یہاں سے کیا۔ اور اس وقت کیا جبکہ وہ ابھی بانیٔ سلسلہ نہیں تھے۔ اور جماعت احمدیہ کی ابھی بنیاد بھی نہیں پڑی تھی۔ قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھی اور اب بھی وہ ہوشیارپور سے ایک تہائی ہے۔

ہوشیارپور کی آبادی

چالیس ہزار ہے۔ اور قادیان کی آبادی چودہ پندرہ ہزار۔ لیکن جس وقت وہ یہاں آئے ہیں۔ اس وقت قادیان کی آبادی ۱۸ سو کے

کی تھی۔ اور دنیوی وجاہت کا جہاں تک تعلق ہے۔ اس کے لحاظ سے آپ کو کسی قسم کی عزت حاصل نہیں تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کا خاندان ایک معزز زمیندار خاندان تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

سلطنت مغلیہ کے عہد میں

اس خاندان کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے عہد میں بھی اس خاندان کے بعض افراد کو معزز عہدے حاصل رہے ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں یہ خاندان اپنی قدیم عزت کو کھو چکا تھا۔ اور بعض وجوہ سے اس کی جائداد کا اکثر حصہ ضبط ہو چکا تھا۔ پس اس زمانہ میں دنیوی لحاظ سے ان کی حیثیت ایک معمولی زمیندار کی سی تھی۔ اور پھر ان کو اپنی عزت بڑھانے کا کوئی شوق بھی نہ تھا۔ باپ نے انہیں بار بار توجہ دلائی۔ کہ وہ مستقل طور پر کوئی ملازمت اختیار کر لیں مگر انہوں نے انکار کر دیا ایسا شخص اس زمانہ میں یہ اعلان کرتا ہے۔ کہ میرے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ دنیا میں

اسلام کو پھیلائے گا

اور پھر میرے کام کو لمبا کرنے کے لئے مجھے ایک خاص بیٹا عطا فرمائے گا۔ کیونکہ یہ زمانہ بہت بڑے مفاسد کا ہے۔ اور ان مفاسد کی اصلاح کے لئے ایک لمبے عرصہ کی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا جبکہ جنگ اور قتال سے فیصلہ ہو جاتا تھا۔ بلکہ اب دلائل اور لمبی بحثوں کے بعد فیصلہ ہوتا ہے اور یہ کام ایک طویل عرصہ چاہتا ہے۔

پس چونکہ موجودہ زمانہ کی اصلاح ایک لمبے عرصہ کی مقتضی تھی اس لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو خبر دی کہ وہ آپ کو ایک بیٹا عطا فرمائے گا۔ اور جیسا کہ بعض دوسری خبروں میں اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہ بھی بتایا۔ کہ وہ لڑکا نو سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ تمہارا جانشین ہوگا۔ اور ان صفات سے متصف ہوگا۔

یہ خبر ایسی زبردست ہے

کہ کوئی شخص جو اپنے دل میں دیانت کا مادہ رکھتا ہو۔ اس کے پورے ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہ خبر خدا کی طرف سے ہی تھی۔ کسی انسان کی طاقت میں نہیں تھا کہ وہ ایسی خبر دے سکتا۔

اول تو کوئی کہہ نہیں سکتا کہ وہ خود بھی زندہ رہے گا یا نہیں۔ پھر اگر وہ زندہ بھی رہے۔ تو یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ پھر اگر بیٹا پیدا ہو۔ تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ضرور زندہ رہے گا۔ اور

لمبی عمر پائیگا

پھر اگر وہ خود بھی زندہ رہے۔ اور اس کا بیٹا بھی زندہ رہے۔ تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا۔ کہ کسی زمانہ میں اسے اتنی عزت حاصل ہو جائے گی۔ کہ اس کے جانشین مقرر ہوا کریں گے۔ پھر اگر کسی کو ایسی عزت مل بھی جائے۔ کہ اس کے جانشین مقرر ہوا کریں۔ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کا بیٹا ضرور جانشین ہوگا۔ پھر اگر کسی کا بیٹا جانشین بھی ہو جائے۔ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ

زمین کے کناروں تک شہرت

پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت حاصل کریں گی۔ غرض اس پیشگوئی پر جس قدر غور کیا جائے۔ اتنی ہی اس کی عظمت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ اور انسان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہ ساری باتیں ایسی ہیں۔ جن کو پورا کرنا

کسی انسان کی طاقت میں ہرگز نہیں تھا

کون شخص ہے جو کہہ سکے کہ میں اتنا عرصہ ضرور زندہ رہونگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ میرے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ وہ بیٹا ۹ سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے۔ کہ کسی زمانہ میں میں اتنی عظمت حاصل کر لوں گا۔ کہ دنیا میں میرے جانشین مقرر ہوا کریں گے۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ میرا بیٹا ایک زمانے میں میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے۔ کہ میرے بیٹے کے زمانہ میں اسلام سارے جہان میں پھیل جائے گا۔ اور اس کے دنیا پر غالب آجانے کے سامان پیدا ہو جائیں گے یہ اتنے نشان

ایک پیشگوئی میں

جمع ہیں۔ کہ کسی انسان میں طاقت نہیں تھی کہ وہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کر سکتا۔ اور پھر دنیا میں اعلان کر کے کہہ سکتا۔ کہ یہ پیشگوئی ایک دن ضرور پوری ہوگی۔

لیکن یہ پیشگوئی جو آج سے اٹھاون سال پہلے کی گئی تھی پوری ہوئی اور

اور

بڑی شان اور عظمت کے ساتھ پوری ہوئی

۱۸۸۶ء میں جب بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ پیشگوئی شائع کی اس وقت آپ کا کوئی مرید نہ تھا آپ کی حیثیت ایک فردِ واحد کی سی تھی۔ اس کے بعد ۱۸۸۷ء میں آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہو گیا۔ آپ نے اس لڑکے کے متعلق کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں لکھا تھا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت حاصل کریں گی۔ لیکن اس

لڑکے کے فوت ہونے پر

لوگوں نے شور مچایا کہ جس لڑکے کے متعلق اتنے بڑے دعوے کئے گئے تھے۔ وہ زندہ ہی نہ رہا اور آخر یہ شور اتنا بڑھا کہ دکھبو آپ کے ساتھی تھے۔ ان میں سے بھی بعض اس وقت آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہ لوگ آپ کے مرید نہ تھے، صرف آپ سے ملنے والے اور آپ سے حسن عقیدت رکھنے والے تھے۔ لیکن اس لڑکے کی وفات پر ان کو بھی ابتلاء آ گیا۔ اور وہ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ایسے نازک حالات میں جب لوگوں کے لئے ایک ابتلاء کی سی حالت تھی اور جب اپنے بھی آپ کو چھوڑ کر بھاگ رہے تھے آپ نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت دنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تو لوگوں سے بیعت لے اور ایک سلسلۂ روحانی قائم کر۔ لوگ ایسے ابتلاؤں کے وقت اس قدر گھبرا جاتے ہیں کہ ان کے ہوش بھی ٹھکانے نہیں رہتے۔ مگر چونکہ وہ موعود تھا۔ اسلئے جب لوگ ہنس رہے تھے کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی ایسے خطرات اور انکار کے زمانہ میں اس نے احمدیت کی بنیاد رکھی اور لوگوں سے

بیعت لینے کا اعلان

فرمادیا۔ یہ اعلان آپ نے ۱۸۸۸ء کے آخر میں فرمایا اور ۱۸۸۹ء میں پیشگوئی کے مطابق آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام آپ نے تفاؤل کے طور پر (کیونکہ آپ نے لکھا کہ ابھی مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور ہے) محمود رکھا۔ کیونکہ اس بیٹے کا ایک نام اللہ تعالےٰ کی طرف سے محمود بتایا گیا تھا اور چونکہ الہام میں اس کا ایک نام بشیر ثانی بھی رکھا گیا تھا۔ اسلئے اس کا پورا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا۔ خدا کی قدرت ہے اتفاقاً اس لڑکے

کی جو کھلائی مقرر کی گئی وہ شدید امراض میں مبتلا تھی ایسے شدید امراض میں کہ اس کے سات آٹھ بلکہ نو بچے کچھ بچپن میں اور کچھ بڑے ہو کر سل اور دق سے مر گئے تھے۔ اس عورت نے بغیر اس کے کہ لڑکے کے والدین سے اجازت حاصل کرتی اسکو دودھ پلا دیا عموماً اس قسم کی عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں بھی چلی جاتی ہیں اور اس وجہ سے کہ بچہ انہیں جلدی واپس نہ لانا پڑے۔ اسے دودھ پلا دیتی ہیں۔ اس عورت نے بھی بغیر اجازت کے اس لڑکے کو دودھ پلا دیا اور اس طرح

دق اور سل اور خنازیر کے جراثیم

اس بچے کے اندر چلے گئے۔ چنانچہ جب وہ دو سال کا ہوا تو پہلے اسے کھانسی ہوئی اور پھر وہ شدید خنازیر میں مبتلا ہو گیا۔ اور کئی سال تک مدقوق و مسلول رہا۔ مگر چونکہ اللہ تعالےٰ نے اس کے ذریعہ ایک بہت بڑا نشان ظاہر کرنا تھا۔ اسلئے خدا نے اسکو بچا لیا لیکن خنازیر کا مرض برابر اسے رہا۔ بلکہ بعض دفعہ خنازیر کی گلٹیاں پھول کر گیند کے برابر برابر ہو جاتیں اور مسلسل بارہ تیرہ سال تک ایسا ہی ہوتا رہا ڈاکٹر اور طبیب مختلف ادویہ کی اسے مالش کراتے اور کھانے کے لئے بھی کئی قسم کی دوائیں دیتے جب وہ لڑکا جوان ہوا تو اس بیماری نے دوسری شکل اختیار کر لی اور اسے سات آٹھ مہینے متواتر بخار آتا رہا۔ اطباء کہتے تھے کہ اس کا بچنا مخدوش ہے اور اب شاید ہی یہ جانبر ہو سکے اس وجہ سے وہ مدرسے میں بھی

پڑھ نہیں سکتا تھا

جب وہ مدرسے میں جاتا تو چونکہ اس کی آنکھوں میں ککرے بھی تھے۔ اسلئے وہ بورڈ کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا اور اگر دیکھتا تو اس کے سر میں درد شروع ہو جاتا اسو جہ سے وہ پڑھائی کی طرف توجہ نہیں کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے استادوں نے بانیٔ سلسلہ سے شکایت کی کہ یہ لڑکا پڑھتا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ بیمار ہے اس پر زیادہ زور نہ دو۔ مدرسے میں آتا رہے۔ اور کوئی لفظ اس کے کان میں پڑ جائے اتنا ہی کافی ہے۔ زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں۔ یہاں تک کہ اس نے سکول کا کوئی امتحان بھی پاس نہ کیا۔ پرائمری میں شاید پاس ہوا ہو تو ہوا ہو اور غالباً وہ پرائمری میں بھی پاس نہیں ہوا لیکن مڈل میں وہ یقیناً فیل ہوا اور انٹرنس میں بھی یقیناً فیل ہوا۔ جب وہ انٹرنس میں

پڑھتا تھا

تو اس کی

لیاقت کا یہ حال تھا

کہ امتحان پر جانے سے پہلے جب اس نے گھر کا امتحان دیا تو ٹوڈے (Toad) جو انگریزی کا ایک معمولی سا لفظ ہے اسکو اس نے ٹڑوسے (Tode) لکھ دیا اور استاد نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا لفظ ہے میں تو اسے نہیں جانتا یہ اسکی تعلیم کا حال تھا پھر جب بانی سلسلہ احمدیہ فوت ہوئے تو جماعت کے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ ان کا بھی ایک خلیفہ مقرر ہونا چاہیئے جیسے اسلام کی سنت ہے چنانچہ انہوں نے

حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ

کو خلیفہ مقرر کر دیا اور لوگوں نے سمجھا کہ وہ پیشگوئی جو ایک لڑکے کے جانشین ہونے کے متعلق تھی وہ غلط ثابت ہوئی اور خلیفہ کوئی اور شخص بن گیا اسکے بعد جماعت میں تفرقہ پیدا ہوا صدر انجمن احمدیہ جو مرکزی مجلس تھی اس کا اکثر حصہ کسی بات میں دوسرے لوگوں سے لڑ پڑا زیادہ جھگڑا یہ تھا کہ یہ نوجوان کہیں بانی سلسلہ احمدیہ کا جانشین نہ بن جائے۔ اور انہوں نے سر سے پیر تک اس کی مخالفت میں زور لگایا۔ یہ لوگ بڑے مشہور لیکچرار تھے اور دور دور تک ان کا نام پہنچا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام غالباً آپ نے سنا ہو گا۔ خواجہ کمال الدین صاحب تھا۔ وہ جہاں جاتے ان کے لیکچر مشہور ہو جاتے۔ انگلستان میں بھی وہ مبلغ رہے ہیں اور ٹرکی۔ مصر اور افریقہ کے علاقہ میں بھی وہ پھرے اور انہیں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ دوسرے مولوی محمد علی صاحب تھے یہ ان دنوں

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ

کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے بہت مشہور تھے۔ اسی طرح ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب یہ سب اس لڑکے کے مخالف ہو گئے۔ اور چونکہ یہ صدر انجمن احمدیہ کے بھی ممبر تھے۔ اسلئے انہوں نے پنجاب اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں دورے کرنے شروع کر دیئے تاکہ جماعت میں اس لڑکے کے خلاف شورش پیدا ہو جائے اور تا ایسا نہ ہو کہ یہ لڑکا خلیفہ بن جائے۔ گویا اگر اس لڑکے کے متعلق کوئی پیشگوئی پوری ہونی تھی تو دنیا نے پورا زور لگایا کہ وہ پیشگوئی پوری نہ ہو۔ اگر وہ لڑکا چپ کر کے خلیفہ ہو جاتا جیسے

پیروں میں طریق ہوتا ہے

کہ باپ کے بعد بیٹا جانشین بنتا ہے۔ تو لوگ کہتے مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی اتفاقی طور پر پوری ہوئی ہے۔ چونکہ پیروں میں قاعدہ ہے کہ

بڑا مر جائے تو بیٹا خلیفہ بنتا ہے۔ اسلئے مرزا صاحب کی وفات کے بعد ان کا بیٹا جانشین بن گیا۔ اس میں عجیب بات کونسی ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو خلیفہ مقرر کیا۔ اور اس طرح وہ سوال اٹھ گیا کہ یہ جانشینی پیروں کے عام دستور کے مطابق ہوئی ہے۔ پھر اگر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی وفات کے بعد وہ لڑکا بغیر مخالفت کے خلیفہ بن جاتا تو بھی لوگ کہہ سکتے تھے کہ چونکہ اس لڑکے کے

والد صاحب کی بزرگی کا احساس

جماعت میں قائم تھا اسلئے انہوں نے اس بزرگی کا احساس کرتے ہوئے ان کے لڑکے کو خلیفہ بنا لیا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان پیدا فرما دیئے کہ جماعت کے تمام سرکردہ لوگ اس لڑکے کے مخالف ہو گئے۔ اور انہوں نے اس قدر شدید مخالفت کی کہ ساری جماعت میں ایک آگ سی لگا دی۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہو جائے یہ لڑکا خلیفہ نہ ہو بلکہ غصہ میں انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ جماعت کا کوئی خلیفہ ہونا ہی نہیں چاہیئے لیکن

جب حضرت خلیفہ اوّلؓ فوت ہوئے

اور جماعت آپ کی وفات پر جمع ہوئی۔ تو اللہ تعالےٰ نے جس کا یہ فیصلہ تھا کہ یہ پیشگوئی ضرور پوری ہو ایسے سامان کر دیئے کہ ان لوگوں نے اس ڈر سے کہ کہیں جماعت اس لڑکے کو ہی خلیفہ نہ بنا لے۔ جماعت کے ایمان کے خلاف یہ کہنا شروع کر دیا کہ خلافت ہی نہیں ہونی چاہیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب ان کے یہ خیالات جماعت کے سامنے آئے تو لوگوں نے کہا اگر یہ لوگ یہ کہتے کہ فلاں خلیفہ نہ ہو بلکہ فلاں ہو تو اور بات تھی۔ مگر اب تو یہ کہتے ہیں کہ خلافت کا سلسلہ ہی جاری نہیں رہنا چاہیئے۔ اور یہ بات ہمارے اصول کے خلاف ہے اسے ہم ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ اس وقت جماعت نے اس لڑکے کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس طرح وہ پیشگوئی جو حضرت مرزا صاحب نے ہوشیارپور سے شائع کی تھی کہ میرا ایک بیٹا ہو گا اور وہ میرا جانشین ہو گا

بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی

آپ لوگ جانتے ہیں میں اس وقت کس کی طرف اشارہ کر رہا ہوں ... میں اپنے متعلق ہی وہ ہوں جو بارہ تیرہ سال تک خنازیر کے مرض میں

مبتلا رہا۔ میں ہی وہ ہوں جو مہینوں نہیں سالوں مدقوق و مسلول لوگوں کی طرح بیمار رہا جیسے ہماری زبان میں بعض لوگوں کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ وہ ۔۔۔ ہیں۔ میں ہی وہ ہوں جو نہایت کمزور دبلا اور نحیف تھا

پھر میں ہی وہ ہوں

جس کی آنکھوں میں تیرہ چودہ سال کی عمر میں شدید ککرے ہو گئے اور میں پڑھائی کے ناقابل ہو گیا یہاں تک کہ میں بورڈ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا میں ہی وہ ہوں جو مڈل میں بھی فیل ہوا۔ اور انٹرنس میں بھی اور میں ہی وہ ہوں جسے انگریزی کا ایک معمولی لفظ ٹو Two بھی نہیں لکھنا آتا تھا اور جس نے ٹو کی بجائے Too لکھ دیا۔ پھر میں ہی وہ ہوں جس کے خلاف جماعت کے بڑے بڑے لوگ کھڑے ہو گئے۔ تمام محکموں پر ان کا قبضہ تھا۔ مدرسہ ان کے پاس تھا۔ لنگر ان کے پاس تھا۔ ریویو ان کے پاس تھا۔ جماعت کا انتظام ان کے ہاتھوں میں تھا۔ خزانہ ان کے پاس تھا۔ اور مختلف عہدے ان کو حاصل تھے۔ پھر میں ہی وہ ہوں جو اپنا بھی مخالف تھا۔ چنانچہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کے سامنے خود یہ تجویز پیش کی تھی کہ آپ خلافت کا انکار نہ کریں۔ کسی ایک شخص کا نام پیش کر دیں میں سب سے پہلے اسکے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں مگر باوجود اس کے میں نے مولوی محمد علی صاحب کو یہ کہا کہ آپ کسی کا نام پیش کریں میں اسکی بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں چونکہ خدا کا منشا یہ تھا کہ اس شہر میں اس نے جو الہامات نازل فرمائے تھے۔ ان کو پورا کرے۔ اور دنیا کو اپنی

قدرت کا نشان

دکھائے۔ اسلئے ان کی عقل پر ایسے پتھر پڑ گئے کہ انہوں نے میری اسبات کو تسلیم نہ کیا اور چونکہ جماعت اس بات پر مصر تھی کہ کسی شخص کو خلیفہ ضرور بنایا جائے اسلئے مولوی محمد علی صاحب کی بات کو کسی نے نہ مانا اور جماعت نے مجھے اپنا خلیفہ بنا لیا۔

میں بتا چکا ہوں کہ میں تعلیم سے بچپن میں ہی کورا ہوں۔ وہ سمجھتے تھے کہ دنیا آدمی جب ایک علمی جماعت کا امام بنے گا تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور اس میں کیا شبہ ہے کہ ظاہری

حالات کے لحاظ سے

اس بات کا امکان ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جو ایک کامیاب ڈاکٹر تھے۔ انہوں نے باہر نکل کر ہمارے مدرسہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ آج ہم تو جا رہے ہیں۔ کیونکہ جماعت نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ لیکن تم تھوڑے ہی دنوں تک دیکھو گے کہ اس مدرسہ پر عیسائی قابض ہو جائیں گے۔ اور تمام عمارت ان کے پاس چلی جائے گی۔ یہ اس وقت کہا گیا تھا۔ جب ہمارے سالانہ جلسہ پر دو اڑھائی ہزار آدمی آیا کرتے تھے اور اس وقت کہا گیا تھا جب خزانہ میں صرف گیارہ بارہ آنے کے پیسے تھے اور سترہ اٹھارہ ہزار روپیہ قرض تھا۔ یہ لوگ جو بڑے بڑے مالدار تھے اور جماعت میں عزت اور وقعت رکھتے تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ جب ہم قادیان کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ اس وقت میری عمر پچیس سال کی تھی۔ اور میری ساری عمر بیماریوں میں گذری تھی میں نے

دینی یا دنیوی تعلیم

کسی مدرسہ میں حاصل نہیں کی تھی۔ اور میرے مقابلہ میں جو لوگ کھڑے تھے وہ قوم کے لیڈر سردار اور معزز تھے پس دنیوی لحاظ سے یہی خیال کیا جا سکتا تھا کہ وہ قوم ڈوب جائے گی جسے ایسا راہنما اور سردار ملا ہو۔ لیکن جس وقت انہوں نے یہ کہا کہ اس مدرسہ پر عیسائی قابض ہو جائیں گے۔ اور تمام عمارتیں ان کے پاس چلی جائیں گی۔ اور جس وقت انہوں نے یہ کہا کہ اب قوم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ اس وقت میں اپنے گھر میں گیا۔ اور میں نے اپنے خدا سے یہ دعا کی کہ خدایا میں اس عہدہ کے لئے کبھی متمنی نہیں ہوا۔ میں نے کبھی تجھ سے نہیں چاہا کہ تو مجھے خلیفہ مقرر کر دے اب جب کہ تو نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور تو نے خود مجھے اس کام کے لئے چنا ہے تو اے میرے رب تو مجھے طاقت بھی دے جس سے میں ان

صنادید کا مقابلہ

کر سکوں ورنہ میرے اندر ان کا مقابلہ کرنے کی قطعاً طاقت نہیں ان میں سے بعض میرے استاد ہیں۔ اور باقی ایسے ہیں۔ جن کا انجمن کے مال اور محکموں پر قبضہ ہے۔ اس وقت ہمارے اندر اتنی طاقت بھی نہ تھی کہ اگر یہ لوگ ہمیں کہتے مسجد سے نکل جاؤ۔ تو ہم اپنی مسجد میں بھی ٹھہر سکتے۔ غرض میں نے خدا سے یہ دعا کی۔ رات کو جب میں لیٹا تو

مجھے الہام ہوا

"کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے"

اور چونکہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ اور آج سے وہ تباہی بربادی کے راستہ پر چل پڑے گی اسلئے خدا نے مجھے الہام کیا کہ لیمزقنھم اے محمود یہ لوگ جو اپنے علم اور اپنی طاقت اور اپنے جتھے اور اپنی دولت کے دعوے کرتے ہیں ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت اس مضمون کا ایک اشتہار شائع کر دیا۔ وہ اشتہار آج تک موجود ہے۔

غیر بھی گواہی دے سکتے ہیں

اور اپنے بھی کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا تھا۔ وہ کس شان سے پورا ہوا۔ میں نے اس اشتہار کا ہیڈنگ ہی یہ رکھا تھا کہ "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے" پھر میں نے کہا تھا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ لیمزقنھم وہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اس وقت ہماری جماعت کا ۹۵ فی صدی حصہ ان کے ساتھ تھا اور پانچ فی صدی ہمارے ساتھ تھا اور وہ لوگ فخر کے ساتھ اسبات کو شائع کرتے تھے کہ ہم وہ ہیں جن کے ساتھ جماعت کی اکثریت ہے۔ اور یہ بات ہمارے حق پر ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔ لیکن ابھی تین ہفتے اس الہام پر نہیں گذرے تھے کہ جماعت کے ۹۵ فی صدی حصہ نے میری بیعت کر لی۔ اور پانچ فی صدی ان کے ساتھ رہ گئے

یہ خدا کا وہ نشان ہے

جو اس نے پورا کیا اور جس میں بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ خبر دی تھی کہ میرا ایک بیٹا ہوگا۔ جو میرا خلیفہ ہوگا۔ اور خدا اسکی تائید کریگا اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے ہر مقام پر میری تائید کی نصرت کرنی شروع کر دی۔ میں نے بتایا ہے کہ میں نے کسی قسم کی تعلیم حاصل نہیں کی۔ لیکن اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے مجھے رویا میں بتایا کہ مجھے اس کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا کیا گیا ہے۔ اور چونکہ قرآن کریم کے علم میں دنیا کے سارے علوم شامل ہیں۔ اسلئے اس کے بعد جماعت اور اسلام کے لئے مجھے جس علم کی بھی ضرورت محسوس ہوئی وہ خدا نے مجھے سکھا دیا چنانچہ آج میں

دعوے کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں

بلکہ آج سے نہیں بیس پچیس سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر۔ دنیا کا کوئی پروفیسر دنیا کا کوئی ایم اے خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو۔ خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو خواہ وہ منطق کا ماہر ہو۔ خواہ وہ علم النفس کا ماہر ہو۔ خواہ وہ سائنس کا ماہر ہو۔ خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو۔ میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر کوئی اعتراض کرے۔ تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں

دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھکو معلومات نہ بخشی ہوں اور اس قدر صحیح علم جو اپنی زندگی درست رکھنے یا قوم کی راہنمائی کے لئے ضروری ہو۔ مجھکو دیا گیا ہو۔ پھر اس کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ نے ورنہ مجھے ہمت بخشی اور میں نے دنیا کے مختلف اطراف میں

اسلام اور احمدیت کو پھیلانے کیلئے

مشن قائم کر دیئے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے اس وقت صرف ہندوستان اور کسی قدر افغانستان میں جماعت احمدیہ قائم تھی باقی کسی جگہ احمدیہ مشن قائم نہیں تھا مگر جیسا کہ خدا نے پیشگوئی میں بتایا تھا "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" اللہ تعالےٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں مختلف ممالک میں احمدیہ مشن قائم کروں۔ چنانچہ میں نے اپنی خلافت کے ابتداء میں ہی انگلستان۔ سیلون۔ اور ماریشس میں احمدیہ مشن قائم کئے۔ پھر یہ سلسلہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ ایران میں۔ روس میں۔ عراق میں۔ مصر میں۔ شام میں۔ فلسطین میں۔

لیگوس نائیجیریا میں. گولڈ کوسٹ میں. سیرالیون میں۔ ایسٹ افریقہ میں۔ یورپ میں سے انگلستان کے علاوہ سپین میں۔ اٹلی میں۔ زیکوسلوبکیا میں۔ ہنگری میں۔ پولینڈ میں۔ یوگوسلاویہ میں۔ البانیہ میں۔ جرمنی میں۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں۔ ارجنٹائن میں۔ چین میں۔ جاپان میں ملایا میں۔ سٹریٹ سیٹلمنٹس میں۔ سماٹرا میں۔ جاوا میں۔ سروبایا میں۔ کاشغر میں خدا کے فضل سے مشن قائم ہوئے۔ ان میں سے بعض مبلغ اس وقت دشمن کے ہاتھ میں قید ہیں۔ بعض کام کر رہے ہیں۔ اور بعض مشن جنگ کی وجہ سے عارضی طور پر بند کر دیئے گئے ہیں۔ غرض

دنیا کی کوئی قوم

ایسی نہیں جو آج سلسلۂ احمدیہ سے واقف نہ ہو۔ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو یہ محسوس نہ کرتی ہو۔ کہ احمدیت ایک بڑھتا ہوا سیلاب ہے۔ جو ان کے ملکوں کی طرف آ رہا ہے۔ حکومتیں اس کے اثر کو محسوس کر رہی ہیں۔ بلکہ بعض حکومتیں اس کو دبانے کی بھی کوشش کرتی ہیں۔ چنانچہ روس میں جب ہمارا مبلغ گیا۔ تو اسے سخت تکلیفیں دی گئیں۔ اسے مارا گیا۔ پیٹا گیا۔ اور ایک لمبے عرصہ تک قید رکھا گیا۔ لیکن چونکہ خدا کا وعدہ تھا۔ کہ وہ اس سلسلہ کو پھیلائے گا۔ اور میرے ذریعہ اس کو دنیا کے کناروں تک شہرت دیگا۔ اس لئے اس نے اپنے فضل وکرم سے ان تمام مقامات میں احمدیت کو پہنچایا۔ بلکہ بعض مقامات پر بڑی بڑی جماعتیں قائم کر دیں۔

بہر حال جب

اس قسم کی علامتیں

ظاہر ہوئیں۔ تو جماعت نے کہا۔ کہ وہ پیشگوئی جس کی خبر شیخ مہر علی صاحب کے طویلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھی۔ وہ پوری ہو گئی۔ مگر میں نے ہمیشہ اس کو قبول کرنے سے احتراز کیا۔ اور میں نے یہ کبھی دعویٰ نہ کیا۔ کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ جو خدا کا کلام ہے۔ جب تک خدا اس کے متعلق یہ تصدیق نہ کرے۔ کہ یہ میرے ذریعہ سے پورا ہو چکا ہے۔ اس وقت تک بولنا میرے لئے مناسب نہیں ہے۔ مجھے کیا خبر ہے کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں یا نہیں ہوں۔ اگر میں اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوں۔ تو کیوں میں ایک غلط بات کہوں۔ اور اگر میں اس کا مصداق ہوں۔ تو جس خدا نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے۔ اسی کا یہ بھی کام ہے۔ کہ وہ مجھے خبر دے۔ کہ میں اس کا مصداق ہوں۔ پس گو جماعت نے متواتر اصرار کیا۔ کہ میں اس پیشگوئی کا

اپنے آپ کو مصداق قرار دوں

مگر میں نے کبھی اس پیشگوئی کا اپنے آپ کو مصداق قرار نہ دیا۔ اور جب بھی یہ پیشگوئی میرے سامنے آتی۔ میں اس پر سے خاموشی کے ساتھ گذر جاتا۔

اس عرصہ میں دشمن نے چیلنج بھی کئے۔ کہ اگر یہ شخص اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ تو بولتا کیوں نہیں۔ مگر میں نے ہمیشہ یہی سمجھا۔ کہ خدا پر تقدم تقویٰ کے خلاف ہے۔ پس میں خاموش رہا۔ اور باوجود جماعت کے اصرار اور دشمنوں کے چیلنج کے میں نے کبھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ یہاں تک کہ تیس سال کا لمبا عرصہ اس پر گذر گیا۔ اور یہ مضمون قریباً ٹھنڈا ہو گیا۔ دوستوں نے زور لگایا۔ کہ میں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کروں۔ مگر میں خاموش رہا۔ دشمنوں نے کہا۔ کہ اگر یہ اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ تو بولتا کیوں نہیں۔ مگر میں نہ بولا۔ جب موافق اور مخالف سب اس مضمون پر بحثیں کر کر کے تھک گئے۔ تو اس سال کے شروع میں ۵، ۶ر جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی رات کو میں نے ایک رؤیا دیکھا۔

میں نے

رؤیا کی حالت میں دیکھا

کہ میں ایک ایسی جگہ پر ہوں۔ جہاں دشمن کی فوج کے ساتھ جنگ ہو رہی ہے۔ وہاں کھڑے ہو کر میں کچھ لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں۔ کہ یکدم مجھے ایسا محسوس ہوا۔ جیسے جرمن فوج نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے۔ جہاں میں ہوں۔ اور ایسی شدت سے حملہ کیا ہے۔ کہ جس فوج کے پاس میں تھا۔ اس نے شکست کھانی شروع کر دی۔ میں یہ دیکھ کر خواب میں خیال کرتا ہوں۔ کہ اب یہاں ٹھیرنا مناسب نہیں۔ مجھے بھاگ کر کہیں اور چلے جانا چاہیئے۔ چنانچہ میں اس مقام سے باہر نکلا۔ مگر جونہی باہر آیا۔ معاً میرے ذہن میں یہ خیال آیا۔ کہ کسی سابق پیشگوئی کے ماتحت میں اس مقام سے بھاگنے کے لئے نکلا ہوں۔ اور اب میرا آئندہ سفر اس پیشگوئی کے مطابق ہوگا۔ چنانچہ میں نے دوڑنا شروع کر دیا۔ رؤیا میں

میں محسوس کرتا ہوں

کہ میں اس تیزی سے دوڑ رہا ہوں۔ کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے۔ اور میں میلوں میل ایک آن میں طے کرتا جا رہا ہوں۔ میری اس تیزی کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جتنی دیر میں کوئی شخص گز بھر چلتا ہے۔ میں خواب میں اتنی دیر میں پچاس ساٹھ میل بڑھ جاتا ہوں۔ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور میرے ساتھیوں کو بھی گو قدرت کی طرف سے دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی تھی۔ مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے۔ یہاں تک کہ میں دوڑتے دوڑتے ایک پہاڑی دامن میں جا پہنچا۔ وہاں مختلف رستے مجھے دکھائی دیئے۔ کوئی کسی طرف جاتا تھا۔ اور کوئی کسی طرف۔ میں ان رستوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا۔ تا میں معلوم کروں کہ پیشگوئی کے مطابق میں نے

کونسا راستہ اختیار کرنا ہے۔ اس وقت میں ایک ایسی سڑک کی طرف جا رہا ہوں۔ جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اس پر میرا ایک ساتھی مجھے آواز دے کر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں دوسری سڑک پر جائیں۔ جب میں اس کے کہنے کے مطابق اس سڑک کی طرف جو انتہائی دائیں طرف تھی واپس لوٹتا ہوں۔ تو خدا تعالےٰ کی

قدرت کے زبردست ہاتھ نے

مجھے پکڑ کر ایک درمیانی راستہ پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے۔ کہ اس طرف آئیں اس طرف نہ جائیں۔ مگر میں اپنے آپ کو بے بس پاتا ہوں۔ اور اسی رستے پر دوڑتا چلا جاتا ہوں۔ اور یہ محسوس کرتا ہوں۔ کہ یہی رستہ اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کا منشا ہے۔ غرض میں اس رستے پر چلتا چلا جاتا ہوں۔ اسی دوران میں مجھے خیال آیا۔ کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی کی گئی تھی۔ اس میں یہ بھی ذکر تھا۔ کہ اس کے بعد ایک جھیل آئیگی۔ وہ جھیل کہاں ہے۔ جب مجھے یہ خیال آیا۔ تو یکدم میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میرے سامنے ایک جھیل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ میرے لئے اس جھیل کو پار کرنا ضروری ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ جھیل پر کچھ کشتی نما چیزیں تیر رہی ہیں۔ جن پر بعض لوگ سوار ہیں۔ خواب میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ

یہ بت پرست قوم ہے

اور یہ لوگ جن پر سوار ہیں ان کے بت ہیں۔ اور اس وقت یہ لوگ اپنے سالانہ تہوار پر بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ میں نے جب اس جھیل کو عبور کرنے کا اور کوئی طریق نہ دیکھا۔ تو جھٹ کود کر ایک بت پر سوار ہو گیا۔ جب میں بت پر سوار ہوا۔ تو ارد گرد کے لوگوں نے ایسے کلمات کہنے شروع کر دیئے۔ جن سے ان کے بتوں کی عظمت ظاہر ہوتی تھی۔ میں نے اس وقت اپنے دل میں کہا۔ کہ میرا اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے۔ چنانچہ میں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی۔ اور بڑے زور سے میں نے شرک کی برائیاں بیان کیں۔ اس وقت خواب میں میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری زبان اردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ اور عربی میں ہی میں انہیں توحید کی تعلیم دے رہا ہوں۔ اتنے میں میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میری اس تقریر سے متاثر ہو کر بعض مجاوروں کے دلوں میں

توحید پر ایمان

پیدا ہونا شروع ہوا۔ اور وہ یکے بعد دیگرے مجھ پر ایمان لاتے چلے گئے۔ مگر میں نے اپنی تبلیغ جاری رکھی۔ یہاں تک کہ میں نے ان سے کہا۔ جب اس جھیل کا کنارہ آئیگا۔ تو تمہارے یہ بت اس پانی میں غرق کئے جائیں گے۔ اور خدائے واحد کی حکومت

دنیا میں قائم کی جائے گی۔ غرض اسی طرح میں تبلیغ کرتا چلا گیا۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ تو میں نے ان کو حکم دیا۔ کہ ان بتوں کو پانی میں غرق کر دو۔ اور ان سب نے میرے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان بتوں کو جھیل میں غرق کر دیا۔ اس کے بعد میں پھر کھڑا ہو گیا۔ اور انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا۔ کہ وہ لوگ

خدائے واحد پر ایمان

لاتے چلے جاتے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرتے جا رہے ہیں۔ مگر قوم کا کچھ حصہ ابھی ایمان نہیں لایا۔ اس وقت میں ان میں سے ایک شخص کو جس کا اسلامی نام میں نے عبدالشکور رکھا ہے۔ مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ اے عبدالشکور میں تم کو اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں تمہارا فرض یہ ہوگا۔ کہ تم اپنی قوم میں توحید قائم کرو۔ اور شرک کو مٹا دو۔ اور تمہارا فرض ہوگا۔ کہ ان لوگوں کو بتاؤ۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور تمہارا یہ بھی فرض ہوگا۔ کہ تم اس قوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی طرف توجہ دلاؤ۔ میں جب واپس آؤں گا۔ تو تجھ سے حساب لوں گا۔ اور دیکھوں گا۔ کہ تو نے ان فرائض کو کہاں تک ادا کیا ہے۔ رؤیا کی حالت میں جب میں اس سے کہتا ہوں۔ کہ تیرا فرض ہوگا۔ کہ تو ان لوگوں کو یہ سکھائے۔ کہ اللہ ایک ہے۔ اور تو ان لوگوں سے یہ اقرار لے۔ کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ۔ تو اس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا۔ کہ میری زبان سے

اللہ تعالےٰ خود بول رہا ہے

اور جب میں نے کہا تمہیں لوگوں سے یہ اقرار بھی لینا پڑے گا۔ کہ اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ یکدم مجھے معلوم ہوا۔ کہ گویا اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی روح کو اجازت دی ہے۔ کہ وہ میری زبان پر قابو پائیں۔ اور خود میری زبان سے کلام فرمائیں۔ چنانچہ جب میں کہتا ہوں۔ تمہیں یہ اقرار لینا پڑیگا کہ اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میری زبان سے بولے۔ اور آپ نے فرمایا۔

انا محمد عبدہٗ ورسولہٗ

اے لوگو سن لو کہ میں محمد صلعم کا خادم

اور اس کا رسول۔ پھر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ میری زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قدرت دی گئی۔ اور جب میں نے اسے کہا۔ کہ تمہیں اپنی قوم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کا بھی اقرار لینا پڑے گا۔ تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ اور آپ نے میری زبان سے فرمایا۔

انا المسیح الموعودؑ

اے لوگو میں تم کو بتاتا ہوں۔ کہ میں وہی مسیحؑ ہوں۔ جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔ اس کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا۔ کہ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں اپنا دعویٰ لوگوں کے سامنے پیش کروں۔ اور میں ان سے کہوں۔ کہ میں مسیح موعودؑ کا خلیفہ ہوں۔ مگر اس وقت بجائے یہ الفاظ جاری ہونے کے میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ

انا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہٗ

میں بھی مسیح موعود ہی ہوں یعنی اس کا مشابہہ نظیر اور خلیفہ۔ جب خواب ہی میں میں نے اپنے متعلق یہ الفاظ کہے۔ تو یکدم میں گھبرا گیا۔ کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا ہے۔ اس پر معًا مجھے القا ہوا۔ کہ یہ وہی پیشگوئی ہے۔ جو مصلح موعود کے بارہ میں کی گئی تھی۔ اور جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مثیل اور نظیر ہوگا۔ تب میں نے سمجھا۔ کہ یہ پیشگوئی خدا نے میرے لئے ہی مقدر کی ہوئی تھی۔ رویاء کی حالت میں میں نے اور بھی بعض باتیں بیان کی ہیں۔ مثلاً میں نے ان سے کہا۔ میں وہی ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ یہ درحقیقت

انجیل کی ایک پیشگوئی

ہے۔ جس میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جب میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا۔ تو بعض قومیں مجھ پر ایمان لائیں گی۔ اور بعض انکار کردیں گی۔ اس وقت ان قوموں کی مثال ایسی ہی ہوگی۔ جیسے دس کنواریاں جن میں سے کچھ ہوشیار تھیں۔ اور کچھ سست دولہا کے انتظار میں بیٹھ گئیں۔ جو سست تھیں۔ ان کا انتظار کی حالت میں ہی تیل ختم ہوگیا۔ اور جب وہ دوبارہ تیل لینے کے لئے بازار گئیں۔ تو پیچھے سے دولہا آگیا۔ اور وہ اس کے ساتھ شامل ہونے سے محروم رہ گئیں۔ لیکن جو ہوشیار تھیں۔ اور جنہوں نے تیل اپنے ساتھ رکھا تھا۔ وہ دولہا کو اپنے ساتھ لے کر اس کے قلعہ میں چلی گئیں۔

اس تمثیل میں

حضرت مسیح ناصریؑ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جب میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا۔ تو کچھ قومیں جو ہوشیار ہونگی وہ مجھے مان لیں گی۔ لیکن کچھ اپنی غفلت کی وجہ سے مجھے ماننے سے محروم رہ جائیں گی۔ پس اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

رویاء کی حالت

میں میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ میں وہ ہوں جس کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں انتظار کر رہی تھیں۔ تو کچھ نوجوان عورتیں جو سات یا نو ہیں اور جو کنارہ سمندر پر بیٹھی ہوئی میری طرف دیکھ رہی تھیں۔ ان الفاظ کے سنتے ہی دوڑتے ہوئے میری طرف آئیں اور انہوں نے میرے اردگرد گھیرا ڈال لیا۔ اور کہا ہاں ہاں تم سچ کہتے ہو۔ ہم انیس سو سال سے تمہارا انتظار کر رہی تھیں۔ اس کے بعد میں پھر ان کو ہدایتیں دے کر کسی اور طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ کیونکہ خواب میں مجھے محسوس ہوتا ہے۔ کہ میرا سفر ختم نہیں ہوا۔ بلکہ میں اور آگے جاؤں گا۔ چنانچہ خواب کی حالت میں ہی میں اس شخص سے جس کا نام میں نے عبدالشکور رکھا ہے کہتا ہوں۔ جب میں اس سفر سے واپس آؤں گا۔ تو دیکھوں گا کہ تیری قوم توحید پر قائم ہوچکی ہے۔ اسلام کی تعلیم پر کاربند ہوچکی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر ایمان لاچکی ہے۔

اس رویا نے جس میں

کشف اور الہام

کا بھی حصہ ہے۔ مجھ پر واضح کردیا۔ کہ وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مقام سے شائع فرمائی تھی۔ وہ میرے ذریعہ سے پوری ہوچکی ہے۔ چنانچہ وہ بات جس کے متعلق میں تیس سال تک خاموش رہا۔ اس کا میں نے

دنیا میں اعلان کرنا

شروع کردیا۔ اس وقت یہاں احمدی بھی موجود ہیں۔ غیر احمدی بھی موجود ہیں ہندو بھی موجود ہیں۔ سکھ بھی موجود ہیں۔ میں ان سب سے کہتا ہوں۔ کہ دیکھو خدا سے بڑا کوئی نہیں۔ خدا کے قہر سے بڑھ کر کسی کا قہر نہیں اور خدا کے عذاب سے بڑھ کر کسی کا عذاب نہیں۔ دنیا کی بادشاہتیں اور حکومتیں سب اس کے سامنے ہیچ اور ذلیل ہیں۔ اور اس کی جھوٹی قسم کھانا انسان کو عذاب میں گرفتار کردیتا ہے۔ میں آج اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے قبضہ وتصرف میں میری جان ہے۔ کہ میں نے جو رویا بتائی ہے۔ وہ مجھے اسی طرح آئی ہے۔ الاماشاء اللہ کوئی خفیف سا فرق بیان کرنے میں ہوگیا ہو تو علیحدہ بات ہے۔ میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں۔ کہ میں نے کشفی حالت میں کہا

انا المسیح الموعود مثیلہٗ وخلیفتہٗ

اور میں نے اس کشف میں خدا کے حکم سے یہ کہا۔ کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں پس میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے۔ جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ میں ہی موعود ہوں۔ اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض اور موعود بھی آئیں گے۔ اور بعض ایسے موعود بھی ہوں گے۔ جو صدیوں کے بعد پیدا ہوں گے۔ بلکہ

خدا نے مجھے بتایا ہے

کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا۔ اور میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہوگا نازل ہوگی۔ اور وہ میرے نقش قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کریگا۔ پس آنے والے آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اپنے اپنے وقت پر آئیں گے

میں جو کچھ کہتا ہوں

وہ یہ ہے۔ کہ وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس شہر ہوشیارپور میں سامنے والے مکان میں نازل ہوئی۔ جس کا اعلان آپ نے اس شہر سے فرمایا۔ اور جس کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ ۹ سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ وہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے پوری ہوچکی ہے۔ اور اب کوئی نہیں جو

اس پیشگوئی کا مصداق

ہوسکے۔ یہ پیشگوئی کسی بعد کے زمانہ کے لئے نہیں تھی۔ بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا۔ اسی زمانہ کے لوگوں کے

ایمان کی زیادتی

کے لئے یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ پس ضروری تھا کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ میں پوری ہوتی۔ اور ان لوگوں کے سامنے پوری ہوتی۔ جن کے سامنے یہ پیشگوئی شائع کی گئی تھی۔ ہم میں ابھی سینکڑوں

وہ لوگ زندہ موجود ہیں

جنہوں نے اپنے سامنے اس اشتہار کو شائع ہوتے دیکھا اور پڑھا۔ انہوں نے وہ تمام مخالفتیں دیکھیں جو پیشگوئی کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ہوئیں۔ اور پھر انہوں نے اس پیشگوئی کی اکثر علامات کو پورا ہوتے

دیکھا۔ پس آج ہم اس جگہ پر

اس لئے جمع ہوئے ہیں

تاکہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں جس نے ایک گمنام شخص کو ایسے گمنام شخص کو جو گھر میں بھی پہچانا نہیں جاتا تھا دنیا کے کونے کونے تک مشہور کر دیا۔ آپ ایسی گمنامی کی حالت میں رہا کرتے تھے کہ بعض دفعہ جب دور کے رشتہ دار آتے تو وہ مسجد میں آپ کو بیٹھا دیکھ کر یہ خیال کیا کرتے تھے کہ کوئی ملاں بیٹھا ہے۔ بعض دفعہ آپ پر ایسی ایسی حالت بھی گذر جاتی کہ خود آپ کو فاقہ کرنا پڑتا اور اپنا کھانا کسی مہمان کو کھلا دینا پڑتا۔ چونکہ ہماری جدی جائیداد پر تایا صاحب کا قبضہ تھا اس لئے ہماری تائی صاحبہ بعض دفعہ اس غصہ میں کہ وہ کوئی کام نہیں کرتے انہیں کھانا بھی نہیں بھجواتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ خود سنایا کہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ جب کوئی میرے پاس مہمان آتا اور میں کھانے کے لئے ان کو کہلا بھیجتا تو وہ کہہ دیتیں کہ ہمارے پاس مہمان کے لئے کوئی کھانا نہیں۔ اس پر چپ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنا کھانا مہمان کو کھلا دیتے اور خود دعوت کے ہیٹنے(؟) ایک شخص نے سنایا کہ میں ایک لمبے عرصہ تک آپ کے پاس مہمان رہا

آپ کا طریق یہ تھا

کہ اپنے لئے جو کھانا آتا وہ مجھے کھلا دیتے اور خود چنے منگوا کر ان پر گذارہ کرتے۔ آپ اپنے اشعار میں بھی فرماتے ہیں ؎

لفاظات الموائد کان اکلی
فصرت الیوم مطعام الاھالی

اے لوگو تم جانتے ہو کہ ایک وقت مجھ پر ایسا گذرا ہے جب دستر خوانوں کے ٹکڑے اور بچی ہوئی روٹی مجھے کھانے کے لئے دی جاتی تھی لیکن آج وہ دن ہے کہ سینکڑوں خاندان اور قبیلے میرے ذریعہ پرورش پا رہے ہیں پس وہی جس کو دنیا نے رد کیا۔ جس کو ذلیل اور حقیر سمجھا آج اس کی آواز پر لاکھوں انسان اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی آج ایسا نہیں مل سکتا جس کے ساتھ اس قدر لوگ عقیدت اور اخلاص رکھنے والے ہوں اور جس کے نام پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے وہ لوگ تیار ہوں۔ قومیں بے شک وطنیت کے ماتحت آج قربانی کر رہی ہیں مگر

دنیا کے پردہ پر کوئی فرد ایسا نہیں

جس کے نام پر اتنے آدمی اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہوں جتنے آدمی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں حالانکہ یہ وہی شخص تھا جو ایک طویلہ میں چالیس دن تک چلہ کشی

کرتا رہا اور جس کو سوائے چند لوگوں کے دنیا میں کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ پھر خدا نے اس کو بڑھایا اور دنیا میں اس کے نام کو پھیلایا جب دنیا اس کا انکار کر رہی تھی جب دنیا اس کی مخالفت کر رہی تھی جب دنیا اس کو مٹانے کے لئے اپنا سارا زور صرف کر رہی تھی اس وقت خدا نے اس کو مخاطب کیا اور فرمایا " دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا "

سو دیکھو خدا نے زور آور حملوں سے اس کی سچائی دنیا پر ظاہر کی یا نہیں۔ آج لاکھوں آدمی ایسے ہیں جو اس انسان پر ایمان لاتے ہیں۔ صرف ہندوستان میں ہی نہیں بیرونی ملکوں میں بھی اور آج پنجاب اور ہندوستان میں جماعت کو ایسی طاقت حاصل ہے اور اس قدر وہ اعلیٰ طور پر منظم ہے کہ اور کوئی جماعت اپنی طاقت اور اپنی تنظیم میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور اتنی تعداد چھوڑ اس سے سوگنا بڑی جماعت بھی دنیا میں کوئی ایسی نہیں جو وہ قربانیاں کر رہی ہو جو یہ جماعت دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو ایسے

زور آور حملوں کے ساتھ

پورا کیا ہے کہ میں نہیں سمجھتا دنیا کا کوئی شخص دیانتداری سے غور کرنے کے بعد یہ کہہ سکے کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اُسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ خدا کی پیشگوئی ہے اسی خدا کی جو عالم الغیب ہے جس کے قبضہ و تصرف میں زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ ہے پس یہ ایک بہت بڑا نشان ہے جو خدا نے ظاہر کیا میں اس نشان کو پیش کرتے ہوئے ان لوگوں سے جو اس وقت یہاں جمع ہیں کہتا ہوں کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ لوگ خدا کے اس نشان پر غور کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

کیا ابھی وقت نہیں آیا!

کہ آپ لوگ خدا تعالیٰ کے ان زور آور حملوں کو دیکھنے کے بعد اس مامور کو قبول کریں تاکہ دنیا میں امن اور آشتی پیدا ہو اور صلح کا دور دورہ ہو۔ یاد رکھو جب تک خدا کے بھیجے ہوئے مامور کی راہنمائی کو دنیا قبول نہیں کرتی اس وقت تک اُسے کبھی امن حاصل نہیں ہو سکتا۔ چاہے وہ کتنا زور لگائے اور چاہے کتنا

ہی امن کے حصول کے لئے جدوجہد کرے دنیا کے لئے ایک ہی ذریعہ امن حاصل کرنے کا ہے کہ وہ اس درخت کے سایہ کے نیچے آجائے جو خدا نے لگایا ہے۔ جب تک وہ اس درخت کے سایہ کے نیچے نہیں آتی اس وقت تک اُسے کبھی حقیقی امن اور اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔

میں نے بتایا ہے کہ یہ پیشگوئی صرف ایک پیشگوئی نہیں بلکہ اس میں

اتنی کثیر خبریں جمع ہیں

کہ کسی انسان کی طاقت میں نہیں تھا کہ وہ ایسی خبریں دے سکتا۔ دنیا میں کون کہہ سکتا ہے کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ وہ نو سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ وہ زندہ رہے گا۔ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا وہ رحمت اور فضل کا نشان ہوگا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ اسیر اس سے رستگار ہوں گے اور دین اسلام کا شرف اس کے ذریعہ ظاہر ہوگا۔ یہ تمام امور ایک ایک کر کے اس بات کی شہادت پیش کر رہے ہیں کہ یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے تھی پھر اسی قدر نہیں۔ اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور بھی بہت سی باتیں بتائی گئی تھیں چنانچہ

وہ باتیں

جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پیشگوئی میں بتائی گئی ہیں حسب ذیل ہیں۔

اوّل (۱) یہ بتایا گیا تھا کہ وہ لڑکا خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہوگا یعنی وہ زندہ رکھا جائیگا تاکہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا کلام پورا ہو۔

دوسرے (۲) وہ رحمت کا نشان ہوگا۔ یعنی اس کے ظہور سے احمدیت کی ترقی ہوگی اور مخالفین اسلام کے حملوں سے نجات حاصل ہوگی۔

تیسرے (۳) وہ قربت کا نشان ہوگا یعنی کچھ لوگ اس جماعت میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کو گرانے اور جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان کے حملوں کا وہ دفاع کرے گا اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح مقام اور درجہ لوگوں پر ظاہر کرے گا۔

چوتھے (۴) وہ فضل کا نشان ہوگا یعنی سلسلہ کی ترقی اس کے ساتھ وابستہ ہوگی۔

پانچویں (۵) وہ احسان کا نشان ہوگا یعنی مقاصد کی تکمیل اس کے ذریعہ سے ہوگی۔

چھٹے (۶) وہ فتح کی کلید ہوگا۔

ساتویں (۷) وہ ظفر کی کلید ہوگا۔

آٹھویں (۸) وہ صاحب شکوہ ہوگا۔

نویں (۹) وہ صاحب عظمت ہوگا۔

دسویں (۱۰) وہ صاحب دولت ہوگا۔

گیارھویں (۱۱) وہ اپنے مسیحی نفس سے لوگوں کو بیماریوں سے شفا دے گا۔

بارھویں (۱۲) وہ روح الحق کی برکت اپنے ساتھ رکھتا ہوگا

تیرھویں (۱۳) وہ کلمۃ اللہ ہوگا

چودھویں (۱۴) وہ کلمہ تمجید سے بھیجا جائے گا

پندرھویں (۱۵) وہ سخت ذہین ہوگا۔

سولھویں (۱۶) وہ سخت فہیم ہوگا۔

سترھویں (۱۷) وہ دل کا حلیم ہوگا۔

اٹھارھویں (۱۸) وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا۔

انیسویں (۱۹) وہ علوم باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

بیسویں (۲۰) وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

اکیسویں (۲۱) دوشنبہ سے اس کا خاص تعلق ہوگا۔

بائیسویں (۲۲) فرزند دلبند ہوگا

تئیسویں (۲۳) گرامی ارجمند ہوگا۔

چوبیسویں (۲۴) مظہر الاوّل ہوگا

پچیسویں (۲۵) مظہر الآخر ہوگا

چھبیسویں (۲۶) مظہر الحق ہوگا۔

ستائیسویں (۲۷) مظہر العلا ہوگا۔

اٹھائیسویں (۲۸) وہ ایسا ہوگا جیسے خدا نے اس زمانے میں آسمان سے نزول کیا۔

انتیسویں (۲۹) اُس کا نزول بہت مبارک ہوگا۔

تیسویں (۳۰) اُس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

اکتیسویں (۳۱) وہ نور ہوگا۔

بتیسویں (۳۲) وہ رضاء الٰہی کے عطر سے ممسوح ہوگا۔

تینتیسویں (۳۳) اُس میں خدا اپنی روح ڈالے گا یعنی کلام الٰہی اس پر نازل ہوگا

چونتیسویں (۳۴) خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔

پینتیسویں (۳۵) وہ جلد جلد بڑھیگا

چھتیسویں (۳۶) وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

سینتیسویں (۳۷) وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

اڑتیسویں (۳۸) قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

انتالیسویں (۳۹) اُس کا نفسی نقطہ آسمان ہوگا۔

چالیسویں (۴۰) وہ دیر سے ظاہر ہوگا

اکتالیسویں (۴۱) وہ دور سے آئے گا۔

بیالیسویں (۴۲) وہ فخر رسل ہوگا۔

تینتالیسویں (۴۳) اس کی ظاہری برکتیں تمام جہان پر پھیلیں گی۔

چوالیسویں (۴۴) اس کی باطنی برکتیں تمام جہان پر پھیلیں گی۔

پینتالیسویں (۴۵) یوسف کی طرح اس کے بھائی اس کی مخالفت کریں گے۔ جیسے میں نے بتایا ہے کہ قوم کے لیڈر میرے مخالف ہوگئے

چھیالیسویں (۴۶) اس کی کئی شادیاں ہوں گی۔ چنانچہ اس وقت تک میں چھ شادیاں کرچکا ہوں دو بیویاں فوت ہوچکی ہیں اور چار موجود ہیں۔

سینتالیسویں (۴۷) وہ عالم کباب ہوگا یعنی اس کے زمانہ میں بڑی بڑی جنگیں ہوں گی۔ چنانچہ پہلی جنگ عظیم بھی میرے زمانۂ خلافت میں ہوئی اور اب دوسری جنگ بھی میرے زمانہ میں ہی ہورہی ہے۔

اڑتالیسویں (۴۸) وہ بشیر الدولہ ہوگا یعنی جس حکومت میں وہ ہوگا۔ خدا اس حکومت کی فتح کی خبر اسے دے گا۔

انچاسویں (۴۹) وہ محمود ہوگا۔

پچاسویں (۵۰) وہ ذکی ہوگا۔

اکاونویں (۵۱) وہ اولوالعزم ہوگا۔

باونویں (۵۲) وہ حضرت عمرؓ کی طرح دوسرا خلیفہ ہوگا۔

ترپنویں (۵۳) وہ حسن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

چوّنویں (۵۴) وہ احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

پچپنویں (۵۵) وہ کلمۃ العزیز ہوگا۔

چھپنویں (۵۶) وہ کلمۃ اللہ خان ہوگا۔

ستاونویں (۵۷) وہ ناصر الدین یعنی دین کی مدد کرنے والا ہوگا۔

اٹھاونویں (۵۸) وہ فاتح الدین ہوگا۔

یہ وہ

اٹھاون نام یا پیشگوئیاں

ہیں جن کا الہامات میں ذکر آتا ہے ان پر تفصیلی بحث تو بعد میں کسی رسالہ میں کی جائے گی اور بتایا جائے گا کہ ان میں سے کتنی پیشگوئیاں پوری ہوچکی ہیں اور کتنی ابھی پوری ہونے والی ہیں۔ لیکن ایک سرسری نظر ان الہامات پر ڈال کر آپ لوگ دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ باتیں کس عظمت کے ساتھ پوری ہوئیں۔ جس زمانہ میں میں خلیفہ ہوا ہوں لوگ کہا کرتے تھے کہ ایک بچہ جماعت کا خلیفہ ہوگیا ہے اب یہ جماعت ضرور تباہ ہوجائے گی۔ مگر دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہی جماعت جو ایک بچہ کے سپرد کی گئی تھی آج اس سے کئی گنا زیادہ ہے جب وہ میرے سپرد کی گئی تھی آج جماعت احمدیہ اس وقت سے بیسیوں گنے زیادہ ممالک میں پھیل چکی ہے۔ آج جماعت کی عزت میں اس وقت سے

بیسیوں گنا زیادہ

اضافہ ہوچکا ہے۔ آج جماعت کے خزانہ میں اس وقت سے بیسیوں نہیں سینکڑوں گنا زیادہ روپیہ ہے۔ پھر وہی شخص جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ جاہل ہے علوم سے نابلد ہے خدا نے

اس کو اپنے پاس سے علم دیا۔ چنانچہ میرے ذریعہ سے مسائل اسلامیہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایسے علوم جمع کر دیئے ہیں کہ آج دشمن سے دشمن بھی اُن کی عظمت کو تسلیم کرتا ہے اور یہ اقرار کرتے ہیں کہ اسلام کی تشریح اس سے بہتر ناممکن ہے۔ کچھ عرصہ ہوا فورمن کرسچین کالج کے

پروفیسر مسٹر لوکس

جو امریکہ کے رہنے والے تھے قادیان میں مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ بعد میں انہوں نے سیلون میں ایک تقریر کی جس میں کہا عیسائی اپنی حماقت سے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا آئندہ مصر سے مقابلہ ہوگا۔ کبھی وہ خیال کرتے ہیں اگر مصر نہیں تو کسی اور اسلامی ملک سے ہمارا مقابلہ ہوگا۔ یہ بالکل غلط ہے میں ابھی ایک چھوٹے سے گاؤں سے ہوکر واپس آرہا ہوں وہاں ریل بھی نہیں جاتی مگر وہاں رہ کر میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کو دیکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آئندہ یہ فیصلہ کہ دنیا کا مذہب اسلام ہو یا عیسائیت یہ اور کسی جگہ نہیں ہوگا۔ صرف قادیان میں ہوگا اور دنیا کے پردہ پر اور کسی جگہ یہ لڑائی نہیں لڑی جائے گی۔ یہ لڑائی اگر لڑی گئی تو

قادیان میں ہی لڑی جائے گی

مصر یا شام یا فلسطین میں نہیں لڑی جائے گی۔ یہ ایک عیسائی کی رائے ہے جو اسلام کا شدید ترین دشمن تھا۔ وہ پادری تھا اور اس کا کام لوگوں کو عیسائی بنانا تھا۔ مگر وہ پادری قادیان کو ایک دفعہ دیکھنے کے بعد اس رائے کا اظہار کرنے پر مجبور ہوا کہ اگر عیسائیت اور اسلام کی جنگ ہوئی تو اس کا فیصلہ قادیان میں ہوگا اور کسی جگہ نہیں ہوگا۔

یہ وہ نشان ہیں جن کا کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا اور ان نشانات کو پورا ہوتے دیکھ کر انسان یقین کرسکتا ہے کہ باقی نشانات بھی ایک دن پورے ہوکر رہیں گے۔ میں نے بتایا ہے کہ اس پیشگوئی کے اکثر حصے پورے ہوچکے ہیں صرف تھوڑی سی باتیں ہیں جن کے لئے ابھی کچھ اور انتظار کرنا پڑے گا۔

بہرحال یہ ایک ایسا عظیم الشان آسمانی نشان ہے جس کو دیکھتے ہوئے مومنوں کے دل اس یقین اور ایمان سے بھر جاتے ہیں کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ میں جماعت کے احباب کو خصوصیت سے اس موقعہ پر توجہ دلاتا ہوں کہ اس نشان کے بعد آپ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کہ جس شخص کے ہاتھ پر آپ لوگوں نے بیعت کی تھی اس کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ خدا کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرے پس آپ لوگوں پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوگئی ہے آپ کا کام یہ ہے کہ اس وقت تک آرام کا سانس نہ لیں جب تک خدا کی بادشاہت اسی طرح زمین پر نہیں

آجاتی جس طرح وہ آسمان پر ہے اور جو لوگ ابھی ہماری جماعت میں شامل نہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ کب تک انتظار کرتے چلے جاؤ گے جو آنے والا تھا آگیا۔ اب اس کے بعد کوئی نہیں جو تمہاری امیدوں کے مطابق آسمان سے اترے گا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ چاہے قیامت تک تم ناک رگڑتے رہو تمہارا مسیح آسمان سے نہیں اتر سکتا۔ جس نے آنا تھا وہ آچکا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس مثیل اور نظیر نے آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق دنیا میں آنا تھا وہ آچکا۔ اب چاہے قیامت تک انتظار کرتے رہو اور کوئی شخص اس پیشگوئی کا مصداق پیدا نہیں ہوسکتا۔

پس ہماری جماعت کو اس مقام پر جمع ہوکر اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہیئے۔ یہ مکان جو سامنے دکھائی دے رہا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس روز تک چلہ کشی کی اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں جو اس زمانہ میں شہر کے ایک کنارہ پر ہوا کرتا تھا۔ مگر اب شہر کی آبادی میں ترقی ہوچکی ہے اور اس کے اردگرد بھی کئی عمارتیں بن گئی ہیں۔ یہاں خدا نے ایک عظیم الشان نشان کی بشارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائی جس کو اٹھاون سال کے بعد ہماری جماعت نے پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ یہ ایک نشان ہے اور بہت بڑا نشان اگر ہماری جماعت اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ یہ نشان خدا نے ظاہر فرمایا ہے تو جماعت کو اس امر کا بھی

یقین کرلینا چاہیئے

کہ اب دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہونے والی ہے یا تو شیطان کی طرف سے اسلام پر کوئی شدید حملہ ہونے والا ہے۔ جس کے دفاع کے لئے ہر شخص کو اپنی جان اور اپنا مال قربان کردینا پڑے گا۔ اور یا پھر اسلام کی طرف سے عنقریب بظیر اسلامی دنیا پر کوئی ایسا شدید حملہ ہونے والا ہے جس میں ہر شخص کو اپنی جان اور اپنا مال قربان کردینا پڑے گا۔ دونوں صورتیں ایسی ہیں جن میں قربانی کرنی پڑے گی۔ دونوں صورتیں ایسی ہیں جن میں اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو ایک حقیر چیز کی طرح خدا کی راہ میں پیش کرنا پڑے گا۔ پس ہر احمدی جو آج اس مجمع میں موجود ہے

اُسے سمجھ لینا چاہیئے

کہ اب دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوکر رہنے والی ہے یا تو کفر کا اسلام پر کوئی نیا حملہ ہونے والا ہے اور یا پھر اسلام کا کفر کے قلعہ پر حملہ ہونے والا ہے بے شک آپ لوگوں نے پہلے بھی قربانیاں کی ہیں مگر

آئندہ آنے والی قربانیوں کے مقابلہ میں وہ قربانیاں بالکل ہیچ ہوجائیں گی اور وہی شخص اس امتحان میں کامیاب اترے گا جو اپنی جان اپنے مال اپنی بیوی اور اپنے بچوں کی قربانی کرنے میں ایک لمحہ کیلئے بھی ہچکچاہٹ سے کام نہیں لے گا۔ وہ ابراہیمؑ کی طرح آگے بڑھے گا اور جس طرح ابراہیمؑ نے خدا کے حکم کے ماتحت اپنے اکلوتے بچہ کے گلے پر چھری رکھدی تھی اسی طرح وہ اپنی ہر خواہش۔ اپنی ہر عزت اپنی ہر دولت اور اپنے ہر آرام پر چھری پھیر کر لبیک کہتا ہوا اللہ تعالیٰ کی آواز کی طرف دوڑے گا اس کی روح آستانۂ الٰہی پر گر جائے گی۔ اس کا دل ایمان سے پُر ہوگا۔ اور وہ اپنی ہر چیز کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے لئے قربان کردے گا اس کی آنکھوں میں سوائے خدا کے اور کسی کا جلوہ نظر نہیں آئے گا۔ اس کے دل پر سوائے خدا کے اور کسی کی حکومت نہیں ہوگی اور اس کے کانوں میں سوائے اس کے مامور اور مرسل کی آواز کے اور کسی کی آواز نہیں آئے گی۔ وہ ایک فرض شناس سپاہی کی طرح کفر کے مقابلہ کے لئے نکلے گا۔ اور اس وقت تک واپس نہیں آئیگا جب تک کفر کو مٹا نہیں لیتا یا اس جدوجہد میں اپنے آپ کو ہلاک نہیں کردیتا۔

پس میں نے آج وہ ذمہ داری جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر عائد کی گئی تھی ادا کردی۔ میں نے

جماعت پر بھی حجّت کردی

اور میں نے ہوشیار پور کے رہنے والوں کو بتادیا کہ خدا نے اس مقام کو ایک بہت بڑی عزت بخشی ہے۔ اس مقام سے اس نشان کا اعلان ہوا جسے خدا نے رحمت کا نشان قرار دیا ہے۔ جسے فضل اور احسان کا نشان قرار دیا ہے۔ پس اپنے وعدہ کے مطابق خدا اس نشان کو لوگوں کے لئے رحمت اور فضل کا ہی موجب رکھے گا جب تک وہ اس کی رحمت اور فضل کے نشان کو رد کرکے "عالم کباب" ہونے والے نشان کا مطالبہ نہ کریں۔ مگر یہ سب کچھ آپ لوگوں کے اختیار میں ہے۔ آپ کے اختیار میں ہے۔

کہ اگر چاہیں تو اس کے

رحمت اور فضل کے نشان

کو اپنی ذات میں دیکھیں۔ اور اگر چاہیں تو اس کے عالم کباب ہونے والے نشان کا اپنی ذات میں مشاہدہ کریں۔ خدا تعالیٰ کے مامور جو دنیا کی ہدایت کے لئے آیا کرتے ہیں ان کے ایک ہاتھ میں تریاق کا پیالہ ہوتا ہے اور ان کے دوسرے ہاتھ میں زہر کا پیالہ ہوتا ہے۔ اور لوگوں کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ اگر چاہیں تو زہر کا پیالہ پی لیں اور اگر چاہیں تو تریاق کا پیالہ پی لیں۔ پس اپنے عمل سے آپ لوگوں نے رحمت کا نشان دیکھنا ہے اور اپنے عمل سے آپ لوگوں نے اس کے عالم کباب ہونے والے نشان کا مشاہدہ کرنا ہے۔ خدا کے پاس دونوں چیزیں موجود ہیں۔ اس کے پاس موت بھی ہے اور اس کے پاس حیات بھی ہے مگر

کیسا بدبخت ہے وہ انسان

جو حیّ و قیّوم خدا سے موت مانگنے کے لئے تو تیار ہو جاتا ہے مگر زندگی مانگنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو نبیوں سے کہا کرتے ہیں ہمیں کوئی ایسا نشان دکھاؤ جس کے نتیجہ میں اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہلاک ہو جائیں۔ ان بدبختوں کو یہ کبھی خیال نہیں آتا کہ وہ ہلاکت اور بربادی کا نشان طلب کرنے کی بجائے ہدایت اور رحمت کا نشان کیوں طلب نہیں کرتے۔ حالانکہ رحمت بھی اسکے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جس طرح ہلاکت اسکے نشانوں میں سے ایک نشان ہے پس اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے اس

عظیم الشان نشانِ رحمت

سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے نشانات اسے دکھائے گا اور اگر وہ ہلاکت اور بربادی کا نشان دیکھنا چاہے تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ جس خدا کے پاس حیات ہے اس خدا کے پاس ہلاکت بھی ہے۔ جب آسمان پر دنیا کی ہلاکت اور بربادی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے تو نہ بادشاہ اس ہلاکت کو روک سکتے ہیں نہ پارلیمنٹیں اس ہلاکت کو روک سکتی ہیں نہ تنظیمیں اس ہلاکت سے بچ سکتی ہیں۔ نہ جمعیتیں اس ہلاکت سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔ جب آسمان سے عذاب نازل ہوتا ہے اس وقت بڑے سے بڑے بادشاہ اس عذاب کا شکار ہو جاتے ہیں اور کوئی حکومت اور کوئی سلطنت اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو عذاب سے محفوظ نہیں رکھ سکتی لیکن جب رحمت کا نشان نازل ہوتا ہے تو اس وقت معمولی معمولی کاموں سے حیرت انگیز نشان ظاہر ہوتے ہیں اور برکات اور انوار کا دریا ہر طرف موجیں مارتا دکھائی دیتا ہے

غرض آج میں نے

اپنے فرض کو ادا کر دیا

اور میں نے سب لوگوں کو بتا دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی جو آپ نے اپنے ایک لڑکے کے متعلق فرمائی تھی اور جس میں بتایا گیا تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے اور میں ہی آپ کا وہ موعود بیٹا ہوں جس کا اس اشتہار میں ذکر کیا گیا تھا جو آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو شائع کیا۔

میں اس پیشگوئی پر زیادہ تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالنا چاہتا تھا۔ مگر چونکہ اب وقت نہیں اس لئے میں

اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں

اب مختلف ملکوں کے نمائندے باری باری تقریریں کریں گے اور بتائیں گے کہ اس پیشگوئی کے مطابق دنیا کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام میرے ذریعہ سے اور میرے بھیجے ہوئے آدمیوں کے ذریعہ سے ہی پہنچا ہے۔

بشیر سر جھکیں گے کیا نہیں تیری عاجت روا کے سامنے
جبیں لوہے کی سب جاتی جبیں حاجت روا کے سامنے

دنیا میں عمی تیرا ثانی ہے اب نذیر
معشوق ہے تو میرا میری دعا بھی ہے

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق
حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہیں

آج سے

تمام احباب اس بات کا عہد کریں کہ وہ جب بھی خدا تعالیٰ کا نام لیں یا لکھیں تو خدا تعالیٰ یا اللہ تعالیٰ ضرور کہیں گے یعنی تعالیٰ کا لفظ ضرور استعمال کریں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کہنے میں انسان کی نجات اور بڑی بڑی برکات وابستہ ہیں

میاں سراج الدین لاہور

وہ فرشِ خاک پہ رہ کر بھی ہوگا عرش نشیں

رہِ حیات کی گمراہیاں ہوئیں نابود
طلوعِ جلوۂ خورشیدِ راہنمائی سے
ورودِ حضرتِ محمود کی جبیں ساعت
ضیا پذیر ہوئی قدس کی رسائی سے

ملا پیام جہاں کو بصورتِ الہام
کہ ہوگا فضلِ عمر پیشوائے بزمِ دیں
جہاں میں شرق سے تا غرب ہوگا نام اس کا
وہ فرشِ خاک پہ رہ کر بھی ہوگا عرش نشیں

مٹے گی اس کی توجہ سے ظلمتِ دوراں
فیوض اس کے زمانے کا آسرا ہوں گے
ملے گی ان کو جگہ خُلد کی فضاؤں میں
وہ لوگ فضلِ عمر کے جو ہمنوا ہوں گے

لکھے ہے نصیب کہ امت کی آبرو کے لئے
خدا کا نور لئے جلوۂ ازل آیا
اسی سے محفلِ آفاق آج روشن ہے
وہ آفتاب کہ نورِ خدا میں ڈھل آیا

خلوص و صدق و عقیدت سے تم بھی اے اختر
جبینِ شوق جھکا دو اس آستانے پر
ہر ایک ذرہ یہاں ہے ثبات سے معمور
کرو حیات نچھاور اس آشیانے پر

اختر گوبندپوری

مصلح موعود بشیر الدین محمود فضل عمر

از مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں باالہام الٰہی موعود لڑکے کی صفات حسنہ اور کمالات عالیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مسیحی نفس ہوگا۔ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی

ظاہر ہے کہ ایسے لڑکے کی پیشگوئی کرنا جو ایسی اعلیٰ درجہ کی صفات کا حامل ہوگا انسانی علم سے بالا ہے۔ اور سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی نہیں کر سکتا۔ اور اس موعود لڑکے کی پیدائش کے نشان کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا۔

"اے منکرو اور حق کے مخالفو۔ اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے۔ جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا۔ تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو۔ اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ اور اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔ فقط"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

پس موعود لڑکے کی پیدائش کا نشان ایک ایسا عظیم الشان نشان ہے۔ جس کی نظیر پیش کرنے سے تمام دنیا عاجز ہے۔ آؤ اب ہم معلوم کریں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کی رو سے آپ کی اولاد میں سے اس پیشگوئی کا کون مصداق ہے۔ قبل ازیں تعیین مصلح موعود کے متعلق احمدیہ لٹریچر میں بڑی بڑی لمبی بحثیں کی گئی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک اگر مندرجہ ذیل تحریروں کو بغور پڑھ جائے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشیر اول کی وفات پر یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار سبز ورق پر شائع کیا۔ جو بعد میں سبز اشتہار کے نام سے مشہور ہوا اس میں حضرت اقدس نے بشیر اول کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا

"اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔ کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام اس کا **محمود** اور تیسرا نام اس کا **بشیر ثانی** بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام **فضل عمر** ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا۔ جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا۔ کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے۔ اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا۔"

(سبز اشتہار حاشیہ صلا۲)

نیز فرمایا:۔

"دوسری قسم رحمت کی (جو ارسال المرسلین والنبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء"

(سبز اشتہار حاشیہ صلا)

اسی طرح حضرت اقدس نے ۴ دسمبر ۱۸۸۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا جس میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

"اب الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا یخلق اللہ ما یشاء"

ان عبارات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں کہ (۱) مصلح موعود کے نام فضل۔ محمود۔ بشیر ثانی اور فضل عمر ہیں۔ (۲) اور یہ کہ وہ بشیر اول کے بعد پیدا ہوگا۔ (۳) اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ ہوگا کیونکہ اس کے ذریعہ دوسری قسم رحمت کی تکمیل ہوگی۔ (۴) اور وہ دوسرا خلیفہ ہوگا۔ جیسا کہ فضل عمر سے ظاہر ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو زیر عنوان "تکمیل تبلیغ" ایک اشتہار شائع کیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا

"خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں درج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے۔ جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں

مصلح موعود کی آمد

یہ نظم شمس صاحب نے گزشتہ سال مصلح موعود نمبر کے لئے ارسال کی تھی۔ مگر بروقت نہ پہنچنے کی وجہ سے مصلح موعود نمبر میں شائع نہ ہو سکی۔ اس لئے اب شائع کی جاتی ہے (ادارہ)

بِلّٰہ الحمد وہ نگار آیا
مہرباں آیا غمگسار آیا

جس کی مشتاق دید تھیں آنکھیں
دل تھے جس کے امیدوار آیا

وہ پئے گلشن خزاں دیدہ
صورتِ ابرِ نو بہار آیا

"چل رہی ہے نسیم رحمت کی"
حبّذا وقتِ خوشگوار آیا

باغِ دیں سے خزاں نے کوچ کیا
گل کھلے موسمِ بہار آیا

باعثِ انبساط و راحتِ جاں
دل نواز و وفا شعار آیا

کون! محمود مصلحِ موعود
فضل و احساں سے ہمکنار آیا

مجمعِ علم و عظمت و دولت
صاحبِ عزّ و افتخار آیا

وہ حلیم اور وہ ذہین و فہیم
وہ مدبّر وہ بردبار آیا

ہے زبانوں پہ آج صَلِّ علیٰ
کہ محمدؐ کا جاں نثار آیا

برکتیں جس سے پائینگی قومیں
رحمتیں لے کے بے شمار آیا

حسن و احساں میں وہ نظیرِ مسیح
وہ علاجِ قلوبِ زار آیا

مژدہ اے طالبانِ حق مژدہ
کہ مسیحائے روزگار آیا

فتح نے بڑھ کے چوم لی ہے رکاب
لشکرِ دیں کا شہسوار آیا

شمس دنیا میں نور پھیل گیا
لمعۂ حسنِ کردگار آیا

اس عاجز کے گھر بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی ..... مجھے خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر جاری ہوا تھا۔ ؎

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

پس اگر حضرت باری جل شانہ کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے۔ جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام تفاؤل کے طور پر بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں۔ کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو" (اشتہار تکمیل تبلیغ مطابق ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

سبز اشتہار کی عبارت سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ کہ جو لڑکا مصلح موعود ہو گا۔ اس کا نام بشیر اور محمود اور فضل عمر ہو گا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا نام بشیر اور محمود تفاؤل کے طور پر رکھا۔ اور ظاہر کیا کہ تعجب نہیں یہی لڑکا موعود اور مصلح موعود ہو۔ لیکن کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ اس بات کو خوب یاد رکھو کہ سبز اشتہار میں جس محمود اور بشیر کی پیدائش کا ذکر ہے وہی مصلح موعود ہے۔ کیونکہ سبز اشتہار میں یہ واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ یہ مصلح موعود کے نام ہیں۔ اب ہم بتاتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد ایفائے عہد کے طور پر اپنی متعدد کتب میں سبز اشتہار والے موعود لڑکے کا مصداق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو قرار دیا ہے۔

(۱) چنانچہ حضرت اقدس نے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں تحریر فرمایا۔

"محمود جو میرا بڑا لڑکا ہے۔ اس کی پیدائش کی نسبت سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی محمود نام کی موجود ہے۔"

(۲) اور فرماتے ہیں۔

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی۔ کہ وہ اب پیدا ہو گا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے۔ جو اب تک موجود ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب وہ نویں سال میں ہے" (سراج منیر صفحہ ۳۴ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

اور فرماتے ہیں :-

"محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز اشتہار کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا۔ کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا ..... پھر جبکہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہونچ چکی ... تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا" (تریاق القلوب ۱۳۲ مطبوعہ ۱۸۹۹ء)

(۴) بشیر اول کی وفات کا ذکر کر کے فرماتے ہیں :-

"تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائیگا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت سبز اشتہار کے صفحہ سات کی۔ جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترھویں سال میں ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۶ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ جس لڑکے کا نام "اشتہار تکمیل تبلیغ" میں تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود رکھا گیا تھا۔ اور اسے مصلح موعود قرار دیا تھا۔ بعد میں کامل انکشاف کے بعد آپ نے "بشیر ثانی اور محمود" کی پیشگوئی کا مصداق جس کا ذکر سبز اشتہار میں کیا گیا قطعی اور یقینی طور پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو قرار دیا اور سبز اشتہار میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے۔ جیسا کہ سبز اشتہار کی اصل عبارت اوپر درج کی جا چکی ہے۔ کہ محمود اور بشیر اور فضل عمر۔ مصلح موعود کے نام ہیں۔ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے آپ پر بذریعہ رویائے صادقہ منکشف فرمایا۔ کہ آپ ہی مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ چنانچہ حضور نے ۲۸ر جنوری ۱۹۴۴ء بروز جمعۃ المبارک خطبہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم پا کر اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ حضور فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ نے اپنی مشیت کے ماتحت آخر اس امر کو ظاہر کر دیا۔ اور مجھے اپنی طرف سے علم بھی دے دیا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔" "آج پہلی دفعہ میں نے وہ تمام پیشگوئیاں پڑھیں۔ اور اب ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کے بعد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے ہی پوری کی ہے۔" (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

اور دنیا جانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم قرآن بخشا۔ اور کوئی نہیں۔ جو معارف قرآنیہ کے بیان کرنے میں آپ کا مقابلہ کر سکے۔ آپ کے ذریعہ ہزارہا بلکہ لاکھوں لوگوں نے روحانی برکت پائی۔ اور زمین کے کناروں تک آپ نے شہرت پائی۔ اور دنیا کی مختلف قومیں آپ سے برکت پا رہی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم کرنے کے لئے آپکو لمبی عمر عطا فرمائے آمین

سیّدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی پُر معارف کتب

جو اس وقت الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ سے مل سکتی ہیں

تفسیر کبیر

قرآن مجید کی ایک بے نظیر تفسیر ہے۔ اس تفسیر کے مؤلف کے متعلق اس کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی۔ کہ وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ اور اسکے ذریعہ قرآن مجید کا غلبہ ظاہر ہوگا۔ اس تفسیر کی پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے تین جلدیں اب نایاب ہیں۔ ان میں سے بعض پچاس پچاس روپے میں فروخت ہوئیں۔ بعض دوست لکھتے ہیں کہ جس قیمت پر بھی مل سکیں۔ ان کے نسخے مہیا کئے جاویں۔ مگر ان کی خواہش کو پورا نہیں کیا جا سکتا۔ تفسیر کبیر کی دو جلدیں اس وقت ہمارے پاس برائے فروخت ہیں جو دوست قرآن مجید کے معارف اور حقائق سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔ وہ ان کے نایاب ہونے سے پہلے پہلے ابھی خرید لیں۔

۱۔ تفسیر کبیر جلد اوّل، جزو اوّل

سورۃ الفاتحہ سے سورہ بقرہ کے پہلے نو رکوع تک کی تفسیر ہے۔ جس میں سورۃ فاتحہ کی مکمل تفسیر کے علاوہ پیدائش آدم اور سجدہ کرنے سے ابلیس کا انکار اور ہبوط آدم از جنت اور ذبح بقر اور حقیقت احیاء موتے وغیرہ اہم مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہدیہ مجلد چھ روپے آٹھ آنے

۲۔ تفسیر کبیر جلد ۶ جزو چہارم

سورۃ الذاریات سے سورۃ الکوثر تک کی تفسیر ہے۔ ہر ایک سورۃ کی تفسیر نئے حقائق و معارف سے پُر ہے۔ ان کے اندر اسلام کے غلبہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فتوحات کے متعلق جو پیشگوئیاں کی گئی تھیں۔ ان کے متعلق نہایت بسط و تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ قیمت مجلد چھ روپے آٹھ آنے۔ آخری سورتوں کی تفسیر زیر طبع ہے۔

۳۔ تفسیر سورۃ الکہف

بے نظیر تفسیر ہے۔ اس میں اصحاب کہف کے متعلق نہایت محققانہ انداز سے بحث کی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ جس عبد کو موسےٰ علیہ السلام ملے تھے وہ کون تھے۔ ان کے کشتی توڑنے غلام کو قتل کرنے اور گری ہوئی دیوار کو قائم کرنے اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ان امور پر اعتراض کرنے میں کیا حقیقت مخفی تھی۔ اور یاجوج ماجوج کون تھے۔ ذوالقرنین کون تھے۔ ہدیہ ایک روپیہ آٹھ آنے مجلد دو روپے چار آنے

۴۔ اسلام اور ملکیّت زمین

اس میں قرآن مجید، احادیث اور تاریخ و نقہ کی رو سے اس مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔ قیمت مجلد اڑھائی روپے

۵۔ دیباچہ تفسیر القرآن بزبان اردو

پہلی بار دسمبر ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اب دوسری بار شائع ہوا ہے۔ اس میں ضرورت نزول قرآن مجید اور اسلامی تعلیم کا خلاصہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف از ولادت تا وفات اور آپکی سیرت کا نہایت دلچسپ پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ علمائے یورپ کے اسلام پر بڑے بڑے اعتراضات کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ نہایت مفید اور پُر از معلومات کتاب ہے۔ قیمت غیر مجلد کاغذ ولایتی ساڑھے پانچ روپے اور مجلد ساڑھے چھ روپے۔ درمیانہ کاغذ قیمت غیر مجلد ساڑھے چار روپے اور مجلد ساڑھے پانچ روپے

۶۔ دعوۃ الامیر (قیمت اڑھائی روپیہ)

اس میں امان اللہ خان سابق شاہ کابل کو احمدیت قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔ اس میں جماعت احمدیہ کے عقائد اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل کا ذکر ہے۔ اور اس میں مسلمانوں کے انحطاط اور یورپین طاقتوں کے عروج کے متعلق نہایت لطیف رنگ میں قرآن مجید اور احادیث سے پیشگوئیاں ذکر کرکے اسلام کے دوبارہ غلبہ کے متعلق پیشگوئیاں

بھی کی گئی ہیں۔ پہلے اس کی قیمت چار روپے اور تین روپے تھی۔ مگر طبع سوم کی قیمت غیر مجلد اڑھائی روپے کر دی ہے۔

۷۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز

اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کے جو فتنے اٹھے۔ ان کا پس منظر بیان کیا گیا ہے۔ اور تاریخی لحاظ سے اس وقت کے پیچیدہ مسائل کا عام فہم حل پیش کیا گیا ہے۔ قیمت غیر مجلد ایک روپیہ مجلد ڈیڑھ روپیہ

۸۔ تعلق باللہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۵۲ء کے جلسہ سالانہ پر ایک نہایت لطیف اور معارف قرآنیہ سے لبریز تقریر فرمائی تھی۔ جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے ذرائع اور وسائل کا بالتفصیل ذکر فرمایا ہے۔ قیمت بارہ آنے مجلد ایک روپیہ دو آنے

۹۔ سیرت خیر الرسلؐ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک نئے انداز میں لکھی گئی ہے۔ آپ کے توکل علی اللہ اور شفقت علی الناس۔ آپ کی مال کے متعلق احتیاط۔ اخلاص اور خشیت الٰہی۔ آپ کی غیرت دینی اور آپ کے دیگر اخلاق حسنہ کے متعلق نہایت لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ سیرت دوسری کتب سیرت سے اس لحاظ سے امتیاز رکھتی ہے۔ کہ اس میں صرف صحیح بخاری کی احادیث پر استدلال کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جو کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلاتی ہے۔ سائز $\frac{20\times30}{16}$ پر ۲۱۶ صفحات کی کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ مجلد ۲ روپے

۱۰۔ نبیوں کا سردار

اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی عجیب دلکش انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور آپ کی ولادت سے وفات تک کے قابل ذکر واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے $\frac{20\times30}{16}$ سائز پر ۳۲۰ صفحات کی کتاب ہے۔ قیمت دو روپے۔ مجلد ۲/۵ روپے کپڑا مجلد ۲/۸ روپے۔

۱۱۔ مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ

یہ کتاب اس دستاویز کا ابتدائی حصہ ہے۔ جو تحقیقاتی عدالت میں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے داخل کی گئی تھی۔ جس میں مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی آئیڈیالوجی ذکر کی گئی ہے۔ اور مخالفین احمدیت کے دس سوالات کا تحقیقی اور مسکت جواب دیا گیا ہے۔ قیمت ۲ روپے

۱۲۔ سیر روحانی جلد اوّل

ایک سفر میں جو مؤلف نے کراچی۔ بمبئی۔ حیدر آباد دکن دہلی وغیرہ کا کیا۔ جب آپ دہلی کے ایک تاریخی قلعہ پر کھڑے تھے۔ آپ پر ایک عجیب روحانی کیفیت طاری ہوئی۔ اور اس وقت آپ پر ایک ایسا انکشاف ہوا۔ جس سے آپ پر قرآن مجید کی تفسیر کا ایک نیا باب وا ہو گیا۔ اس سفر میں آپ نے مادی عجائبات دیکھے۔ ان سے زیادہ اچھے زیادہ خوشنما بے نظیر عجائبات کا علم آپ کو دیا گیا۔ جو خدا تعالیٰ کے کلام قرآن مجید میں پائے جاتے تھے۔ اس کتاب میں قرآنی عجائبات کا ذکر ہے۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

سیر روحانی کی دوسری جلد زیر طبع ہے۔ پہلی جلد جلد حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح "ذکر الٰہی" بھی زیر طبع ہے۔

بقیہ لیڈر

صفحہ (۳)

جس نے انہیں ایک حقیقی فعال جماعت بنا دیا تھا۔

موجودہ دنیا پر بھی دہی مذبذب کا دور آیا ہے۔ جو پہلے زمانوں میں آتے رہے ہیں۔ آج بھی اگرچہ اللہ تعالےٰ کا نام تو سب لیتے ہیں۔ مگر حقیقت میں اسکو فراموش کئے ہوئے ہیں۔ آج بھی دنیا عقلیت کی پرستار بنی ہوئی ہے۔ آج بھی ہمارے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ اور زندہ خدا تعالےٰ پر ہمارا ایمان نہیں رہا۔ آج بھی ہم اللہ تعالےٰ کی دائمی فعالیت کے منکر ہو گئے ہیں۔ آج بھی ہم اللہ تعالےٰ کا فرستادہ لائحہ حیات چھوڑ کر اپنی عقلیتی پگ ڈنڈیوں پر چلنا قابل افتخار جانتے ہیں آج بھی ہم روحانی اقدار کو اپنے پروگراموں میں دخل در معقولات سمجھنے لگے ہیں۔

اس لئے ضرورت تھا کہ اپنی قدیم سنت کے مطابق آج بھی شان کریمی جوش میں آتی۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے وجود کا عظیم الشان ثبوت بہم پہنچاتا۔ آج بھی ضرورت تھی کہ سعید روحوں میں حق الیقین پیدا کیا جائے تاکہ وہ دیکھ خوال جماعت کی صورت میں نکل کر اللہ تعالےٰ کی آخری فرستادہ ہدایت جو قرآن کریم کی صورت میں جاوداں ہو چکی ہے۔ دنیا کے تمام کناروں تک پہنچائیں۔ چنانچہ آج بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک مامور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ عظیم الشان نشانات ظاہر کئے ہیں۔ ان عظیم نشانات میں سے المصلح الموعود کی پیشگوئی عظیم ترین نشان ہے۔ جو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

اعلانِ تعطیل:- مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کو یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر دفتر الفضل بند رہے گا۔ اور پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔ (مینیجر)

ڈیڑھ صد صحابہ کی وفات کا المناک صدمہ

احباب کرام! ۱۹۴۷ء سے لے کر اس وقت تک کم و بیش ڈیڑھ صد صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دار فانی سے ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو چکے ہیں یہ مبارک گروہ آج تیز رفتاری سے ہم سے الوداع ہو کر یہ مبارک دور حضرت مسیح موعودؑ سے دور لے جا رہا ہے اس دور کی مبارک یاد ہر ایک کے دل کو گرمانے اور تڑپانے کے لئے کافی ہے۔ جہاں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اس مقدس گروہ کے کتنے نقوش اپنی روحوں پر رقم کئے۔ یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان کی پاک روایات اور نیک سیرت و سوانح کو کس قدر محفوظ کر لیا ہے۔ کاش ہم ڈیڑھ صد صحابہؓ کی وفات کے المیہ سے یہ دونوں سبق حاصل کر سکیں۔ اس بارہ میں ۲۷ دسمبر ۱۹۵۸ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر میں فرمایا:۔

"ہمارے ہاں بھی صحابہؓ کے حالات محفوظ ہونے چاہئیں۔ ملک صلاح الدین لکھ رہا ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ میں سینکڑوں روپیہ کا مقروض ہو گیا ہوں۔ وہ کتابیں کوئی نہیں خریدتا۔ ۔ ۔ کم سے کم احمدیوں کو چاہئیے کہ وہ اپنے آباء کے نام زندہ رکھیں۔ آپ لوگ تو قدر نہیں کرتے جس وقت یورپ اور امریکہ احمدی ہوا۔ تو انہوں نے آپ کو بد دعائیں دینی ہیں کہ حضرت صاحب کے صحابہ کے حالات بھی ہمیں معلوم نہیں۔ وہ بڑی بڑی کتابیں لکھیں گے۔ جیسے یورپ میں آج کل کتابیں لکھی جاتی ہیں کہ بعض کتابوں کی بیس بیس تیس تیس چالیس چالیس پونڈ قیمت ہوتی ہے۔ وہ بھی لکھیں گے اور بڑی بڑی قیمتوں پر لوگ انہیں خریدیں گے۔ اگر ان کا مصالحہ ان کو نہیں ملے گا۔ تو وہ غصہ میں آ کر تم کو بد دعائیں دیں گے۔ کہ ایسی قیمتی چیز تم نے ضائع کر دی ہم نے تو اب تک حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت بھی مکمل نہیں کی۔ بہر حال صحابہ کے سوانح محفوظ رکھنے ضروری ہیں جس جس کو کوئی روایت پتہ لگے۔ اسکو چاہئیے کہ اخباروں میں چھپوائے کتابوں میں چھپوائے اور جن کو شوق ہو ان کو دے تاکہ وہ جمع کریں۔ اور پھر جو کتابیں وہ چھپوا دیں ان کو ضرور خریدے اور اپنے بچوں کو پڑھائے"۔

احباب۔ مجھے صحابہ کرام کے حالات زندگی بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اس تعلق میں ذیل کی کتب احباب خرید کر اور احباب واقف کو توجہ دلا کر بھی اعانت فرمائیں۔

(۱) رسالہ اصحاب احمد سالانہ چندہ ۰–۸–۲

(۲) مکتوبات احمدیہ جلد ہفتم (حضرت مسیح موعودؑ کے مکتوبات مع بلاک وچربے) ۰–۴–۲

(۳) مکتوبات اصحاب احمد حصہ اول (حضرت ام المومنینؓ، حضرت خلیفہ اولؓ، حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے خطوط و بعض خطوط ۱۹۴۷ء اور بعد کے قادیان کے۔ موجودہ دور کے متعلق نہایت اہم ہیں بلاک اور چربے بھی دئے گئے ہیں۔ قیمت ۰–۸–۱

(۴) اصحاب احمد جلد دوم (ساڑھے تین صد صفحات کی کتاب، حضرت نواب محمد علی خان صاحب اور ضمناً دیگر صحابہ کے حالات ہیں۔ قیمت چھ روپے

نوٹ:۔ کتب کا ڈاک خرچ اس کے علاوہ ہے۔ احباب میری ذاتی امانت دفتر امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں رقوم جمع کرا کے مجھے اطلاع دے سکتے ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم اے
قادیان

حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے عہدِ خلافت میں

زمین فلسطین میں تبلیغ اسلام کا فریضہ بجالانیوالے مبلغین اسلام

کرسیوں پر: مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل ۔ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس
کرسیوں کے پیچھے: مکرم مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل ۔ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل

حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ کے عہد مبارک میں جماعت احمدیہ کے اخبارات اور

جماعت احمدیہ کے اخبارات

المصلح (ہفت روزہ) اردو کراچی
الحکم " "
سن رائز انگریزی
ہادی اسلام جرمن زیورچ
الاسلام ڈچ ہالینڈ
دی ٹروتھ انگریزی نائیجیریا

اصلاح
درویش
آزاد نوجوان
ستیہ دوت ملیالم
بشریٰ عربی فلسطین
اسلامیہ مورین سیلونی سیلون
اسلام انڈونیشین انڈونیشیا

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

قیمت سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ روپے سہ ماہی ۷ روپے
ماہوار ۲/۸ روپے

روزنامہ

الفضل

ربوہ

تار کا پتہ: ڈیلی الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱ آنہ

جلد ۴۵/۱۰ — ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔اے۔ ایل۔ایل۔بی۔ — نمبر ۴۳

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا رسالہ

ماہنامہ

الفرقان

ربوہ

قیمت سالانہ ۵/- روپے

ایڈیٹر: مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا رسالہ

ماہنامہ

خالد

ربوہ

قیمت سالانہ ۲/۸/- روپے

ایڈیٹر: مولوی محمد صدیق صاحب فاضل

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا رسالہ

قیمت سالانہ — چار روپے

مصباح

ربوہ — ماہنامہ

تعلیم الاسلام کالج ربوہ
کا میگزین

المنار

(سہ ماہی)
جسے کالج کے طلباء خود
ہی ایڈٹ کرتے ہیں۔

رسالہ
ریویو آف ریلیجنز ربوہ
جماعت احمدیہ کا وہ انگریزی
ماہنامہ جو یورپ، امریکہ اور
دنیا کے دیگر مختلف ممالک میں
نہایت دلچسپی کے ساتھ
پڑھا جاتا ہے۔
ایڈیٹر: چوہدری مظفر الدین بی۔اے۔